﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 13

جمعۃ المبارک 28/اپریل 2006ء

29/ربیع الاول 1427 ہجری قمری ۞ 28/شہادت 1385 ہجری شمسی

شمارہ 17

صدقہ بری موت سے بچاتا ہے

حضرت رافع بن مکیثؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صدقہ وخیرات بری موت سے بچاتا ہے''۔

(مسند احمد حدیث نمبر 15499)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشرق بعید کے ممالک کے دورہ کی مختصر جھلکیاں

سنگاپور میں ورود مسعود اور احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال۔

اگر ایک احمدی، احمدی ہونے کے بعد تقویٰ اختیار نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

ہر وقت دل میں یہ احساس رکھنا چاہئے کہ ہم اس شخص کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بندے کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بن کر آیا تھا۔

سنگاپور کی سرزمین سے پہلی بار MTA کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ خطبہ جمعہ کی براہ راست عالمی نشریات

سنگاپور، ملائشیا، فلپائن، کمبوڈیا، پاپوانیوگنی اور تھائی لینڈ کی نیشنل مجالس عاملہ کے عہدیداران کے ساتھ میٹنگز میں جماعتی کارکردگی کا جائزہ اور نہایت اہم ہدایات۔

مجلس عاملہ انصار اللہ سنگاپور کے عہدیداران کے ساتھ میٹنگ میں ان کی مساعی کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہدایات۔ انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔ سنگاپور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد۔

(سنگاپور میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

4/اپریل 2006ء بروز منگل:

لندن سے سنگاپور کے لئے روانگی

4/اپریل بروز منگل شام ساڑھے سات بجے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سنگاپور اور مشرق بعید کے بعض ممالک کے دورہ کے لئے لندن سے روانہ ہوئے۔ حضور انور ائرپورٹ روانگی کے لئے اپنی رہائشگاہ متصل مسجد فضل لندن سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد وخواتین کی ایک بڑی تعداد مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھی۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ ہلا کر سب کو السلام علیکم کہا۔ اس موقع پر مکرم محمد عثمان چینی اور مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ مصطفیٰ ثابت صاحب MTA پر نشر ہونے والے عربی کے Live پروگرام میں شرکت کے لئے اسی روز کینیڈا سے لندن پہنچے تھے۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد ائرپورٹ روانگی ہوئی۔ آٹھ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ایرپورٹ پہنچے۔ حضور انور کی آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈز کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ ائرپورٹ پر مکرم امیر صاحب یوکے نے دیگر جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کو الوداع کہا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ائرپورٹ کے اندر تشریف لے گئے۔ امیگریشن کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد لاؤنج میں پہنچ گئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا۔ قریباً سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جہاز میں سوار ہوئے۔

5/اپریل 2006ء بروز بدھ:

سنگاپور ائرپورٹ پر والہانہ استقبال

برٹش ائرویز کی پرواز نمبر BA0011 رات نو بج کر پچاس منٹ پر ہیتھرو ائرپورٹ سے سنگاپور (Singapore) کے لئے روانہ ہوئی اور بارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد سنگاپور کے مقامی وقت کے مطابق اگلے روز 5/اپریل بروز بدھ بعد از سہ پہر چار بج کر پچپن منٹ پر جہاز سنگاپور کے Changi انٹرنیشنل ائرپورٹ پر اترا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے مبارک قدم پہلی بار سنگاپور کی سرزمین پر پڑے۔ سنگاپور کا یہ انٹرنیشنل ائرپورٹ دنیا کے مصروف ترین ہوائی اڈوں میں شمار ہوتا ہے۔ جہاں ہر تین منٹ کے بعد جہاز اترتا یا اڑتا ہے۔ جونہی حضور انور جہاز سے باہر تشریف لائے تو ائرپورٹ سیکورٹی سٹاف کے ایک احمدی ممبر زاہد بن محمد صاحب نے بعض دوسرے سٹاف ممبران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ امیگریشن کی کارروائی کے لئے ایک سپیشل ڈیسک پر علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

پانچ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ائرپورٹ سے باہر تشریف لائے جہاں نیشنل پریذیڈنٹ سنگاپور عبدالعزیز صاحب، امیر جماعت انڈونیشیا عبدالباسط صاحب، نیشنل پریذیڈنٹ ملائشیا عدنان اسماعیل صاحب، صدر جماعت تھائی لینڈ اونگ کرینا صاحب، مبلغ انچارج کمبوڈیا وویتنام عبدالستار رؤف صاحب، مبلغ انچارج فلپائن سبط احمد حسن صاحب، صدر جماعت ومبلغ انچارج پاپوانیوگنی خیرالدین باروس صاحب اور صدر جماعت برونائی مبارک احمد صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کا استقبال کیا۔

اس موقع پر سنگاپور جماعت کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، فلپائن، پاپوانیوگنی اور برونائی سے آنے والے احباب جماعت بھی اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے اور حضور انور کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب کھڑے تھے۔ سبھی نے اپنے ہاتھ بلند کر کے والہانہ انداز میں حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے بھی اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا۔ سری لنکا، بنگلہ دیش اور قادیان سے آئے ہوئے بعض احباب بھی حضور انور کے استقبال کے لئے ائرپورٹ پر موجود تھے۔

نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور کے علاوہ انڈونیشیا اور ملائشیا کی نیشنل مجالس عاملہ کے ممبران اور ان ہمسایہ ممالک سے آنے والے مبلغین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ سنگاپور اور نائب صدر لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا نے لجنہ کی عہدیداران کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور پھول پیش کئے۔

پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ائرپورٹ سے روانہ ہو کر ہوٹل Grand Mercure Roxy پہنچے۔ جماعت نے اس ہوٹل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور وفد کے ممبران کی رہائش کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ائرپورٹ سے اس ہوٹل کا فاصلہ 15 کلومیٹر ہے اور یہ ہوٹل سنگاپور کے علاقہ Tanjong Katong میں واقع ہے۔

مسجد طٰہٰ میں ورود واستقبال

پروگرام کے مطابق سات بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت سنگاپور کے مرکزی مشن

''مسجد طٰہٰ'' کے لئے روانہ ہوئے۔ اس ہوٹل سے مسجد طٰہٰ کا فاصلہ پانچ کلومیٹر ہے۔ جونہی حضور انور مشن ہاؤس پہنچے احباب جماعت نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے بڑے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ خوبصورت لباس میں ملبوس مقامی بچوں اور بچیوں نے مل کر کورس کی شکل میں نظم ''بدرگاہ ذی شان خیر الانام'' کے بعض منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ حضور انور کچھ دیر ان بچیوں کے پاس کھڑے رہے۔

ماحول بڑا روح پرور تھا۔ سنگاپور کے یہ بچے جو اردو زبان سے نابلد تھے لیکن اردو زبان میں ترنم کے ساتھ یہ نظم پڑھ رہے تھے۔ مرد وخواتین سبھی کی نظریں حضور انور کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھیں۔ ان لوگوں نے زندگی میں پہلی بار حضور انور کو اپنے درمیان اتنا قریب دیکھا تھا۔ حضور انور کے چہرہ پر نظر پڑتے ہی بعض کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ آج یہ لوگ کتنے خوش قسمت اور خوش نصیب تھے کہ ان کا پیارا آقا بنفس نفیس ان میں رونق افروز تھا۔ اللہ یہ دن، یہ خوشی و مسرت کے لمحات اور یہ سعادتیں ان لوگوں کے لئے دائمی برکتوں کا موجب بنادے۔

حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو پیار دیا اور خواتین کے بارہ میں منتظمین سے دریافت فرمایا کہ کہاں کہاں سے آئی ہیں۔ جس پر حضور انور کو بتایا گیا کہ سنگاپور کی جماعت کے علاوہ انڈونیشیا اور ملائشیا کی جماعتوں سے بھی خواتین یہاں پہنچی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور کچھ دیر کے لئے اپنے دفتر تشریف لے گئے اور ملاقاتوں کے انتظام کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے نیشنل صدر صاحب سنگاپور اور حسن بصری صاحب مبلغ سلسلہ سنگاپور سے خطبہ جمعہ کے مقامی زبان میں ترجمہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر صدر صاحب نے حضور انور کو بتایا کہ اس کا انتظام کیا جاچکا ہے اور ظفر اللہ پونتو صاحب مبلغ سلسلہ مترجم کے فرائض سرانجام دیں گے۔ اس موقع پر حسن بصری صاحب مبلغ سلسلہ سنگاپور نے بتایا کہ وہ لمبا عرصہ کمبوڈیا میں رہنے کی وجہ سے اردو زبان بھول چکے ہیں کیونکہ وہاں اردو میں بات کرنے والا کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا مطالعہ جاری رکھنا چاہئے تھا۔ اب اردو کتابوں کا مطالعہ جاری رکھیں اور روزانہ مطالعہ کیا کریں۔ اس سے زبان بھولیں گے نہیں۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے صدر صاحب جماعت سنگاپور اور دوسرے منتظمین سے دریافت فرمایا کہ سنگاپور کے کتنے احباب ہیں اور جو احباب دوسرے ممالک سے تشریف لائے ہیں ان کی رہائش وغیرہ کا کیا انتظام ہے۔ حضور انور نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ مسجد کے اردگرد کتنے کتنے فاصلوں پر احباب رہتے ہیں۔

مختلف ہمسایہ ممالک سے احباب جماعت کی بڑی تعداد میں آمد کی وجہ سے مسجد کے صحن اور کھلے احاطہ میں مارکی لگا کر احباب کے بیٹھنے اور نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے یہ سارا انتظام دیکھا اور جائزہ لیا۔ اس کے بعد ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

سنگاپور میں جماعت کا مرکز اور مسجد طٰہٰ دو کشادہ سڑکوں Onan Road اور Campbell Road کے وسط میں واقع ہے۔ یہ قطعہ زمین سنگاپور کے سب سے پہلے مبلغ حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز نے 1947ء میں خریدا تھا۔ اس کا رقبہ 19137 مربع فٹ ہے۔ اس رقبہ پر ایک لکڑی سے بنا ہوا رہائشی مکان بھی تھا جو 1983ء تک بطور مسجد استعمال میں لایا جاتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1983ء میں اپنے دورہ سنگاپور کے دوران اس نئی جگہ ایک نئی وسیع مسجد ''مسجد طٰہٰ'' کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ عمارت دو سال کے عرصہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ سنگاپور کی یہ مسجد طٰہٰ ہشت پہلو ہے اور اس کی دو منزلیں ہیں۔ اوپر کا حصہ مردوں کے نماز پڑھنے کے لئے ہے۔ نچلے حصے کا نصف عورتوں کے نماز پڑھنے کے لئے مخصوص ہے اور باقی نصف جماعت اور اس کی ذیلی تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ اس مسجد کے اوپر سبز رنگ کا گنبد ہے۔ یہ مسجد نہایت خوبصورت اور تمام متعلقہ ضروریات سے آراستہ ہے۔

ملک سنگاپور ایک بڑے جزیرہ اور 63 چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے جس کا رقبہ 697 مربع کلومیٹر ہے۔ اور یہ ملک مشرق سے مغرب تک 40 کلومیٹر اور شمال سے جنوب 20 کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ کل آبادی چالیس لاکھ ہے۔

سنگاپور کے شمال میں ملائشیا اور جنوب میں انڈونیشیا ہے۔ سنگاپور دنیا کی چوتھی بڑی بندرگاہ ہے جہاں سالانہ کروڑوں ٹن سامان اتارا یا لادا جاتا ہے۔

سنگاپور ایک نہایت صاف ستھرا شہر ہے۔ یہ سارا ملک ہی سرسبز و شاداب ہے۔ رنگا رنگ کے پھولوں اور چھوٹی چھوٹی سرسبز و شاداب پہاڑیوں اور سمندر کے نیلے پانیوں میں پھیلے ہوئے خوبصورت جزیروں سے مزیّن ہے۔ یہاں کے لوگ خوشحال اور متمول ہیں۔ شاید ہی کوئی بیکار ہو۔ یہاں کا معیار تعلیم بہت بلند ہے جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ 697 مربع کلومیٹر پر پھیلے ہوئے ملک میں پانچ سو سے زائد سکول اور دو سو یونیورسٹیاں ہیں۔

6 اپریل 2006ء بروز جمعرات:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ ہوٹل Grand Mercure Roxy تشریف لے آئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد طٰہٰ تشریف لے لئے جہاں تین بج کر دس منٹ پر فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو چار بجے تک جاری رہیں۔ چار بجے حضور انور نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنے دفتر تشریف لے آئے اور فیملی و انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا جو رات آٹھ بجے تک جاری رہا۔

جماعت احمدیہ سنگاپور کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائن، پاپوا نیوگنی اور برما سے آنے والی فیملیز نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ آج مجموعی طور پر 82 فیملیز کے 297 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

آج کا دن ان لوگوں کے لئے خوشی و مسرت کا دن تھا۔ یہ لوگ اپنی زندگیوں میں پہلی بار اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ مرد وخواتین اور بچے بچیوں کے چہرے خوشی سے تمتمارہے تھے۔ ہر فیملی بیتابی کے ساتھ اپنی باری کی منتظر تھی کہ کب اُسے بلایا جائے اور اسے پیارے آقا کے دیدار کے وہ قیمتی لمحات میسر آجائیں جس کی خاطر وہ لمبے سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد ان کی خوشی دیدنی تھی۔ ایک دوسرے کو گلے مل کر خوشی کا اظہار کرتے۔ ملاقات کا حال بتاتے تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں۔ بچے اور بچیاں ایک دوسرے کو اپنے قلم اور چاکلیٹ دکھاتے جو حضور انور ازراہ شفقت ان کو عطا فرماتے اور بڑے پیار سے حضور کی طرف سے عطا کردہ اپنے ہاتھوں میں پہنی ہوئی انگوٹھیوں کو بار بار دیکھتے اور خوشی سے دوسروں کو دکھاتے۔ آج کا یہ دن ان کے لئے کسی عید سے کم نہ تھا۔ اللہ یہ خوشیاں ان کے لئے دائمی بنادے اور یہ قیمتی لمحات ہمیشہ کے لئے ان کی زندگیوں کا سرمایہ بن جائیں۔ آمین

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات آٹھ بجے تک جاری رہا۔ سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ ہوٹل Mercure Roxy تشریف لے گئے۔

7 اپریل 2006ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ ہوٹل Grand Mercure Roxy تشریف لے آئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعہ کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بڑی تعداد میں احباب جماعت انڈونیشیا اور ملائشیا سے سنگاپور پہنچے تھے۔ انڈونیشیا سے آنے والے احباب جماعت کی تعداد سات صد سے زائد تھی۔ ملائشیا اور دیگر ہمسایہ ممالک کمبوڈیا، فلپائن، تھائی لینڈ اور پاپوا نیوگنی سے قریباً پونے تین صد احباب سنگاپور پہنچے۔ مسجد طٰہٰ کے صحن اور کھلے احاطہ میں مردوں اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ مارکی لگا کر نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ مسجد بھی بھری ہوئی تھی اور دونوں مارکیز بھی نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں۔

خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پروگرام کے مطابق ڈیڑھ بجے مسجد طٰہٰ تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج کل کی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ قسم ہا قسم کی ایجادیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ کام کی سہولت کے لئے انسان نے ایسی ایجادیں کر لی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور اس جدید ٹیکنالوجی کو ترقی دینے میں اس چھوٹے سے ملک کا بھی بڑا حصہ ہے۔ لیکن جیسا کہ ابتدائے دنیا سے ہوتا آیا ہے جب انسان مادیت پر انحصار کرنا شروع کر دیتا ہے تو روحانیت میں کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہی آجکل کی دنیا میں ہمیں نظر آتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھول چکا ہے اور دنیاوی اور مادی مفاد حاصل کرنے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ چھوٹا سا ملک جس نے دنیاوی لحاظ سے بہت ترقی کی ہے یہاں بھی یہی صورتحال ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے تو پیدا نہیں کیا تھا کہ وہ صرف دنیا کی خوبصورتیوں اور حسن اور آرام و آسائش اور ایجادوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد تو بہت بڑا مقصد تھا۔ اتنا بڑا مقصد کہ اگر اس کو انسان حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اس دنیا کی نعمتیں تو جو ملنی ہیں وہ تو ملیں گی ہی، دنیا سے جانے کے بعد اخروی اور دائمی زندگی کا بھی حصہ ملے گا۔ اگلے جہان میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وارث بنے گا۔ انسان کی پیدائش کے اس مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 57) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا: پس جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کر دیا اور فرما دیا کہ کیونکہ تمہارا اس دنیا میں آنا بھی میری مرضی سے ہے اور دنیا سے جانا بھی میری مرضی سے ہوگا اس لئے تم وہی کام کرو جس کا مَیں نے حکم دیا ہے۔ اور ہر انسان کو براہ راست تو اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا بلکہ اپنی سنت کے مطابق انبیاء بھیجتا آیا ہے جو مختلف قوموں میں آتے رہے اور اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت بجالانے کی تعلیم دیتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے اور ایک خدا کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھی انسان کو دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کے جسمانی اعضاء اور طاقتیں بھی اور اس کی ذہنی صلاحیتیں بھی ایسی رکھی ہیں جو اسے دوسری مخلوق سے ممتاز کرتی ہیں۔ پس یہ انسان کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب وہ اپنی صلاحیتوں، اپنی ذہنی اور جسمانی طاقتوں کو دیکھے اور ان ایجادات اور سہولیات کی طرف دیکھے جو ان صلاحیتوں کی وجہ سے اسے ملیں تو بجائے خدا سے دور لے جانے کے اسے خدا کے قریب کرنے والی بنیں اور وہ اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے کے قابل ہو سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہر انسان پر اللہ تعالیٰ وحی کر کے رہنمائی نہیں کرتا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک سنت رکھی ہوتی ہے اور وہ انبیاء کے ذریعہ اصلاح ہے جو وہ مختلف لوگوں میں بھیجتا رہا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انسان اپنی ذہنی صلاحیتوں اور قویٰ کے لحاظ سے اس قابل ہو گیا ہے کہ روحانیت کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر سکے تو آخری شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور دین مکمل کرنے اور اپنی نعمتوں کے انتہا تک پہنچنے کا اعلان فرمایا اور یہ اعلان فرمایا کہ اب قیامت تک یہی دین ہے جو قائم رہنے والا دین ہے۔ اگر اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے فائدے اٹھاتے رہو گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ کچھ عرصے بعد امت مسلمہ پر اندھیرا زمانہ آئے گا لیکن وہ مستقل اندھیرا زمانہ نہیں ہوگا بلکہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق صادق کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیجے گا جو مسیح و مہدی ہوگا۔ ایسا نبی ہوگا جو آپؐ کی پیروی میں آنے والا نبی ہوگا وہ آکر پھر اس اندھیرے زمانے کو روشنیوں میں تبدیل کرے گا۔ وہ پھر مسلم اُمّہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے روحانیت کے نور کی کرنیں بکھیرے گا۔ اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ کل اقوام عالم اور تمام مذاہب والوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرے گا۔ وہ اس زمانے میں جب مادیت کا دَور دَورہ ہوگا بندے کو خدا سے ملانے اور اس کے مقصد پیدائش کو پہچاننے کی طرف توجہ دلائے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ امام مہدی کے آنے کے بارہ میں سب سے زیادہ توجہ مسلمانوں کو دلائی ہے کہ جب وہ آئے تو چاہے برف پر گھٹنوں کے بل پر بھی جانا پڑے اسے جا کر میرا

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

رضاعت سے متعلق

قرآنی تعلیمات کی حقانیت وعظمت پر عصری گواہیاں

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(عبدالرب انور محمود خان ۔ لاس اینجلس امریکہ)

براہین احمدیہ میں مطبوعہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک نظم ''محاسن قرآن کریم'' کے ایک اور پاکیزہ شعر کی روشنی میں بعض امور ہدیۂ قارئین ہیں۔

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کلامِ ربانی اور کلامِ انسانی میں قطبین کا تفاوت ہے۔ خدائی کلام اپنی عظمت، ہمہ گیری اور فصاحت میں یکتا مقام کا حامل ہے۔ انسان کتنی ہی ترقی کرے کیسا ہی ماہر علم وفن ہو جائے فی الحقیقت درماندگی اور بیچارگی کی مجسم تصویر ہے۔ جو علوم قرآن نے بیان فرمائے ہیں انسان اس کے برعکس خواہ کیسے ہی علوم اور تجربات پیش کرے، بعد کی تحقیقات اس کو قطعی طور پر غلط ثابت کر دیتی ہیں۔ اس قسم کے متعدد واقعات اس صدی میں رونما ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس قسم کے ایک واقعہ کا ذکر اپنی تقریر میں فرمایا کہ ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ دنیا نے سائنس کے حوالے سے خواتین کو یہ تلقین کی کہ وہ مصنوعی دودھ یعنی بے بی فارمولا کا استعمال کریں کہ یہ مقوی اور جسم کے لئے مناسب غذا ہے۔ اس تحریک کو مقبولِ عام کرنے کے لئے فارمولا بنانے والی کمپنیوں نے میڈیکل کمیونٹی کا سہارا لیا اور اس کے نتیجہ میں کروڑوں خواتین نے رضاعت چھوڑ کر فارمولا کا استعمال شروع کر دیا۔

قرآن کریم نے خواتین کو یہ ترغیب دلائی کہ وہ اپنے بچوں کو 24 ماہ تک دودھ پلائیں۔ 1920ء سے قبل خواتین قدرتی طور پر فرضِ رضاعت ادا کرتی تھیں لیکن اس خارجی اثر کے نتیجہ میں انہوں نے رضاعت ترک کر کے مصنوعی دودھ پلانا شروع کر دیا۔

آیئے سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم کا مطالعہ کرتے ہیں کہ رضاعت کے متعلق قرآنی تعلیم کیا ہے؟

سورۃ بقرۃ آیت ۲۳۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ۔ وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ لَا تُکَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَھَا۔ لَا تُضَآرَّ وَالِدَۃٌ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّہٗ بِوَلَدِہٖ۔ وَعَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِکَ۔ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْھُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا۔ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَکُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾ (البقرۃ:234)

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں اس (مرد) کی خاطر جو رضاعت (کی مدت) کو مکمل کرنا چاہتا ہے۔...... پس اگر وہ دونوں باہم رضامندی اور مشورے سے دودھ چھوڑنے کا فیصلہ کر لیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم اپنی اولاد کو (کسی سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ جو کچھ معروف کے مطابق تم نے (انہیں) دینا تھا (ان کے) سپرد کر چکے ہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے''۔ (البقرۃ آیت ۲۳۴)

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''بچے کے متعلق دودھ پلانے یا چھڑانے کا فیصلہ قرآن کریم نے مرد کے اختیار میں رکھا ہے، نہ عورت کے اختیار میں بلکہ دونوں کو مشترکہ اختیار دیا ہے۔ شاید تمام شرائع کی تاریخ میں یہ منفرد مثال ہے کہ اس طرح اہلی معاملات میں میاں بیوی کو ایک مقام پر کھڑا کر کے برابر کے اختیار دیئے گئے ہیں۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ دودھ پلانے کی جو مدت قرآن کریم نے مقرر کی ہے اس سے زیادہ دیر تک دودھ پلانے پر نہ خاوند مجبور کر سکتا ہے، نہ عورت زور دے سکتی ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ527)

چونکہ قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تعلیمات عین ضروریات انسانی کو پورا کرنے والی، نشوونما دینے والی اور تمام انسانوں کے لئے ایک مفید لائحہ عمل پیش کرتی ہیں۔ جابجا قرآن کریم مختلف تعلیمات بیان کرنے کے بعد یہ تنبیہ کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تجویز کردہ حدود ہیں اور انسان کو چاہئے کہ ان حدود کا احترام کرے۔ جونہی حدود سے غفلت برتی گئی اسی لمحہ سلسلۂ مسائل شروع ہوا۔ تمام احکاماتِ قرآنی کی بابت بڑے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ تمام کے تمام کمال حکمت پر مبنی ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ وہ حکمت ہماری سمجھ سے بالا ہو لیکن ان تمام مواقع پر جب بھی انسان نے ان حدود سے تجاوز کیا خسارہ درخسارہ ہی ہاتھ آیا۔

رضاعت کے سلسلہ میں بھی قرآنی تعلیم سے انحراف کے نتیجہ میں موجودہ انسانی نسلیں بلکہ آئندہ نسلیں بھی ان غفلتوں کا خمیازہ بھگت رہی ہیں۔ اس کا خاکہ مختلف محققین نے اپنے متعدد مقالہ جات میں پیش کیا۔ ذیل میں چند ایک ہدیۂ قارئین ہیں:

Dr.M.Sara Rosenthal انٹرنیٹ کی ویب سائٹ WebMD کی تیار کردہ کتاب The breast FeedingSource Book میں لکھتی ہیں۔

By the 1920s, the baby food industry was medicalized in partnership with commercial companies and doctors who invented their own special batches of artificial baby milk and benefited from royalties on sales. As hospital births became the norm, hospital practices which discouraged breastfeeding became the norm, too. These practices included separating the mother and baby, routine bottle-feeding of artificial baby milk, or delaying introducing the baby to the breast when breastfeeding was desired by the mother. It was also routine practice to prescribe drugs that blocked the production of breast milk. Hospitals would be showered with free artificial baby milk, posters, toys, and gift baskets for mom from a myriad of manufacturers…..

By the 1940s, the "equivalency position" was introduced into artificial baby milk marketing; artificial milk (evaporated, condensed, powdered, or specially formulated milk made from cow's or goat's milk) was sold as a substance that was "equal" in every way to breast milk, when it was not. By the late 1960s, the equivalency position evolved into the choice positioning, which coincided with the women's rights movement. Bottle-feeding was marketed as a woman's choice, designed to free her from her biology……

By the 1970s, study after study proved what breastfeeding advocates (who were considered radicals) were saying all along: breast is best.

By, Dr. M Sara Rosenthal, WebMD Medical Reference from "The Breastfeeding Sourcebook"

''1920ء کی دہائی میں بچوں کی غذا کی انڈسٹری میں میڈیکل رسوخ کے تحت ڈاکٹروں نے تجارتی کمپنیوں سے شراکت میں مصنوعی دودھ کی متعدد انواع تیار کرائیں اور ان کی فروخت سے حقوقِ ملکیت حاصل کرنے لگے۔ بچوں کی زچگیاں چونکہ ہسپتالوں میں کروایا جانا ایک روزمرہ کا معمول بن گیا اسی طرح ان اداروں میں ماں کی رضاعت کا طریق بھی ختم ہونا شروع ہو گیا۔ رضاعت سے باز رکھنے والی صورتوں میں ماں کی بچے سے جدائی، روزانہ بوتل سے دودھ پلانے کا عمل اور ماں اور بچے کے ملاپ میں عمداً تاخیر، بالخصوص اس وقت جب کہ رضاعت کا عمل شروع ہو سکتا ہے، اس تاخیر کی وجہ سے دودھ آنے کی قدرتی تحریک میں مزاحمت، اس کے علاوہ یہ بھی ایک عام رواج شروع ہوا کہ ماؤں کو ایسی ادویات دی جائیں جن سے قدرتی دودھ بننے کے عمل میں رکاوٹ پیدا ہو۔ مختلف مصنوعی دودھ بنانے والی کمپنیوں کی جانب سے بے شمار کھلونے، تحائف کی ٹوکریاں اور مفت دودھ کے ڈبے اور دیگر اشیاء کی بوچھاڑ ہونے لگی............۔

1940ء کی دہائی میں مصنوعی دودھ اور قدرتی دودھ کی برابری کے اعلانات کئے جانے لگے اور مصنوعی دودھ اس طرح فروخت ہونے لگا جیسا کہ وہ ماں کے دودھ کے ہم پلّہ ہو جبکہ وہ درحقیقت کبھی اس کے برابر نہیں تھا۔ 1960ء کی دہائی میں یہ برابری کا دعویٰ منتخب کیا ہوا، خواتین کا گویا حق بن گیا جو عورتوں کی تحریکِ حفاظتِ حقوق سے باندھ دیا گیا۔ بوتل کا دودھ ایسے بیچا گیا کہ یہ خود عورت کا انتخاب ہے کہ وہ اپنے جسم سے بھی آزادی حاصل کر سکے۔

1970ء کی دہائی میں متعدد تحقیقات جو یکے بعد دیگرے ہو رہی تھیں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ماں کی چھاتی کا دودھ سب سے عمدہ غذا ہے۔''

Scientific American نے دسمبر 1995ء کے شمارے میں Dr. jack Newman کا ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان The Benefits of Extended Breast Feeding یعنی ''زائد مدت تک رضاعت کے فوائد'' شائع ہوا ہے۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج ہے۔

"This article should be titled "The Benefits of Normal Breastfeeding". The cruel cultural hoax of artificial baby milk has so distorted our anthropological and biological imperatives, that breastfeeding beyond a few weeks is considered an oddity and labeled "extended" as though it were some form of perversion. In the U.S. prior to the introduction of artificial baby milks in the 1920's - and in much of the world today - it is absolutely normal for babies to be breastfed for two to five years. Indeed, the World Health Organization (WHO) advises breastfeeding to "two years of age or beyond." Last May WHO accepted a resolution recommending infants be exclusively breast-fed for 6 months. The resolution, put forward by Brazil, was passed after many national delegates and several charities and organizations spoke strongly about the health benefits of breast-feeding. The news agency, Agencia Estado, reported that Nestle, a maker of infant formula that has been the target of action by breast-feeding groups, has accepted the resolution without question. The resolution urges member states of the World Health Organization to "support exclusive breastfeeding for 6 months as a global public health recommendation...and to provide safe and appropriate complementary foods, with continued breastfeeding for up to 2 years or beyond." Dr. Audrey Naylor, President of Wellstart International, said: "This is a key moment, and not just for the developing world. The scientific evidence continues to confirm the importance and value of exclusive breast-feeding, and this will help our efforts to achieve optimal maternal and infant health everywhere."

"The Benefits of Extended Breastfeeding by Dr. Jack Newman, Scientific American, December 1995

''اس مضمون کا عنوان ''حسب معمول رضاعت کے فوائد'' ہونا چاہئے تھا۔ بچوں کا مصنوعی دودھ ایک ظالم مذاق ہے جس نے حیاتیات اور بشریات کے مسلمہ قواعد کو مسخ کر دیا ہے کہ چند ہفتوں سے زیادہ مدت تک بچوں کو دودھ پلانے کے لئے ہمیں ''زائد'' کا لفظ استعمال کرنا پڑا جیسا کہ یہ کوئی بے راہ روی ہو۔ 1920ء سے قبل امریکہ بلکہ پوری دنیا میں مصنوعی ایجاد سے پہلے یہ ایک عام بات تھی کہ عورتیں اپنے بچوں کو دو سال سے پانچ سال تک دودھ پلائیں۔

بین الاقوامی ادارہ صحت خواتین کو یہ سفارش کرتا ہے کہ وہ اپنے بچگان کو دو سال تک دودھ پلائیں۔ چنانچہ سال گزشتہ (1994ء) کے ماہ مئی میں یہ سفارش کی کہ پہلے چھ ماہ بلا شرکت غیر رضاعت کی جائے اور دو سال تک دیگر اغذیہ شامل کی جائیں۔''

اس اقتباس سے یہ واضح ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے مسلسل تلخ تجربات نے قرآنی صداقت کو اظہر من الشّمس کر دیا۔

کس طرح مصنوعی دودھ بنانے والی کمپنیوں نے ڈاکٹروں اورنرسوں کی مدد سے اپنی تجارت کے فروغ دینے کے لئے دنیا بھر کی خواتین کوایک قدرتی عمل سے روک دیا۔ اور دو تین نسلوں کو اپنے والدین کے غلط فیصلہ جات کے بدنتائج بھگتنا پڑے۔

DR SANA ROSENTHIAL نے اس کے بعد کمرشل دنیا کے اوچھے ہتھیاروں کا ذکر کیا ہے جوانہوں نے دنیا کی بھولی بھالی خواتین کو بے وقوف بنانے کے لئے استعمال کئے۔ جب ترقی یافتہ دنیا میں ان کی دال گلتی ہوئی نظر نہ آئی تو انہوں نے ترقی پذیر ممالک بلکہ پس ماندہ ممالک کی طرف اپنی مہمات شروع کیں ۔ ان کے خطرناک نتائج نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

نائیجیریا میں مصنوعی دودھ کی قیمت ایک گھرانے کی سالانہ آمدنی سے ۲۶۴ گنا زائد ہے۔خواتین مصنوعی دودھ کے حصول کے لئے بھوکی رہنے لگیں۔

مصنوعی دودھ سے دنیا میں چار ہزار بچوں کی اموات ریکارڈ کی گئیں ۔ یہ سالانہ اعداد وشمار بھی اس مقالے میں پیش کئے گئے ہیں۔ یہ اموات اس وجہ سے واقع ہوئی ہیں کہ مصنوعی دودھ کے اشتہارات کے نتیجہ میں ماؤں نے رضاعت کا عمل چھوڑ دیا۔اور مصنوعی دودھ کے نتیجہ میں بے شمار بیماریوں مثلاً دست، قے اور انفیکشن نے جگہ لے لی۔

ان تمام مسائل کا مشاہدہ کرتے ہوئے ۱۹۸۱ء میں ایک قانون ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) نے بنایا جس کا نام INTERNATIONAL CODE MILK OF MARKETING OF BREAST SUBTITUTES یہ کوڈ بین الاقوامی ادارہ صحت کے ماتحت پیش ہوا اور 118 ممالک نے اس کی تصدیق کی اور صرف امریکہ نے اس پر دستخط نہیں کئے ۔ کیونکہ جملہ تجارتی ادارے جو مصنوعی دودھ تیار کرتے ہیں وہ امریکہ میں ہی واقع ہیں۔ اور انہیں یہ خدشہ تھا کہ اس کوڈ کے نتیجہ میں ان کی تجارت پر منفی اثر ہوگا۔

سائنسی دنیا کے تجربات جاری رہے اور جاری ہیں۔ اور ان تجارب نے انسان پر یہ واضح کیا ہے کہ نہ صرف تجارت کی خاطر امریکہ کی کمپنیوں نے انسانیت سے ہولی کھیلی ہے بلکہ ان کی تجارت کے غلط اشتہارات اور جھوٹ کی تشہیر نے انسانیت کو انتہائی خطرناک نتائج پہنچائے۔

انگلستان کے دو نامور محققین نے INDIAN PEDIATRICS کی 2003ء کے جرنل میں ایک مقالہ تحریر کیا جو کہ اس رسالے کا ایڈیٹوریل بنا اس کے چند ایک اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

گزشتہ ایک صدی سے نوزائیدہ بچوں کی اغذیہ بنانے والے صنعت کاروں نے بلاواسطہ یا بالواسطہ سلسلہ اشتہارات کے ذریعے اپنی صنعت کو فروغ دینے کی کوشش جاری رکھی ہے۔ چنانچہ آج بے بی فوڈ کی فروخت 16.4 بلین ڈالر ہے۔اس کے نتیجہ میں خواتین میں خود اعتمادی کا جو فقدان ظہور میں آیا اس کے انتہائی خطرناک نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔

رضاعت کے مختلف قرائن کا خوراک کی کمیت سے ایک گہرا رشتہ ہے بلاشرکت رضاعت کے چھ ماہ جاری رہنے سے دونوں بیماری اور موت پر ایک مثبت اثر پڑتا ہے۔ اس عمل رضاعت کا اجراء دوسال یا زائد عرصہ کے لئے دیگر اغذیہ کی فراہمی کے ساتھ WHO اور UNICEF کی عالمی پالیسی برائے نوزائیدگان ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔“

الغرض انسان اپنے تلخ تجربات اور بھاری نقصانات کے بعد واپس قرآنی صداقت کی طرف رجوع کرتا ہے اور زبان حال سے یہ اقرار کرتا ہے۔

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

❁❁❁❁❁

خدا کا اپنی مخلوق کی طرف وحی اور ذرّہ ذرّہ میں یادداشت کا حیرت انگیز نظام

(خالدسیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

اللہ تعالیٰ کے لئے ساری حمد ہے جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔اس نے تمام بے جان اور جاندار مخلوقات کے کام مقرر فرمادئے ہیں اور اس کے مناسب حال اس کو اجزاء،قویٰ،اعضاء،تاثیرات اور صفات وغیرہ عطا کی ہیں۔ذرّہ ذرّہ میں مناسب حال استعدادیں اور ان کو کام کرنے کا طریق ودیعت کر دیا گیا ہے۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ محال ہے کوئی چیز اپنی صفات کو وقت مقررہ سے پہلے بھلا دے۔ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز یادداشت کا نظام (Memory System) ایک ایک عنصر، ذرّہ اور خلیہ میں کام کرتا نظر آتا ہے۔مثلاً یہ کیسے ہوا کہ مختلف عناصر (Elements) کے اجزاء باہم اکٹھے ہوگئے ۔کہیں کاربن ، کہیں لوہا، کہیں سونا چاندی وغیرہ اور کہیں ہائیڈروجن ، آکسیجن ، اوزون (Ozone) وغیرہ اکٹھے ہوگئے اور ہر ایک کو اپنا اپنا قبیلہ یاد رہا۔وہ اپنی صفات کو بھی کبھی نہیں بھولتے۔مثلاً سلفر کا ایک قطرہ اگر دنیا کے سارے سمندروں میں بھی خوب حل کر دیا جائے اور ایسی حالت میں آجائے کہ دنیا کی کوئی لیبارٹری اُس سلفر کا کھوج نہ لگا سکے تو پھر بھی وہ اپنی صفات کو نہیں بھولتی۔ بلکہ الٹا اس کی یادداشت اور بھی تیز اور واضح ہوجاتی ہے۔ یہ گویا جسم سے روح کی طرف جانے کا ایک سفر ہے اور اسی اصول پر ہومیو پیتھی کام کرتی ہے۔ ذرّہ ذرّہ اپنے مالک کی طرف سے عطا ہونے والی صفات کو ظاہر کرتا اور زبانِ حال سے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتا ہوا محو اطاعت ہے۔ بے جان اشیاء کو اپنی صفات اور تاثیرات یاد رکھنے کا حکم ہے۔ جاندار مخلوقات میں جبلّت یا Instinct دل ودماغ میں بطور وحی کے ودیعت کردی اور انسانوں کو فطرتی ہدایت کے علاوہ انبیاء کے ذریعہ بھی ہدایت دی۔

شہد کی مکھی کی طرف وحی کا خدا یوں ذکر فرماتا ہے ﴿وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا۔ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ﴾(النحل:69-70)

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور ان (بیلوں) میں جو وہ اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں گھر بنا۔ پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے رب کے رستوں پر عاجزی کرتے ہوئے چل۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں انسانوں کے لئے ایک بڑی شفا ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے۔

ڈارون کے نظریۂ ارتقا کے حامی کہتے ہیں کہ بقائے اصلح کے اصول پر چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں ایک لمبے عرصہ میں جمع ہوکر ایک نوع سے دوسری نوع کو وجود میں لے آتی ہیں اور یوں مچھلیوں سے خشکی پر رینگنے والے جانور اور ان سے اڑنے والے پرندے اور چوپائے بن گئے ۔ اسی طرح جانوروں کی جبلّت (Instinct) بھی حالات کے زیر اثر تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی کتاب Revelation,Rationality, Knowledge & Truth کے صفحہ 11،12 پر فرماتے ہیں کہ کیا شہد کی مکھی میں پائی جانے والی عادات وصفات وغیرہ ارتقا کے نتیجہ میں چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں جمع ہوکر موجودہ تکمیل کی حالت تک پہنچی ہیں یا یہ باتیں اس کی جبلّت (Instinct) میں اوّل سے ودیعت کی ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس نامکمل حالت میں نہ مکھی زندہ رہ سکتی تھی اور نہ اپنے مفوضہ کام سرانجام دے سکتی تھی۔ وحی کے لفظی معنی ہیں جلدی سے اشارہ کر کے کسی کو کچھ سمجھانا۔ پس مکھی کے دل میں یہ باتیں ڈال دینا ہی وہ وحی ہے جو خدا اس کو فرماتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں جمع ہوکر جبلّت نہیں بن سکتیں۔

اسی طرح کی وحی خدا نے آسمانوں کو بھی کی ہوئی ہے حالانکہ وہ جاندار نہیں۔ فرمایا: ﴿وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا﴾(حم سجدہ:13) اور ہر آسمان کے قوانین اس نے اس میں وحی کئے۔ مثلاً کسی آسمان کا کام ہے کہ ٹوٹ کر گرنے والے پتھروں (شہاب ثاقبہ) سے زمین کی حفاظت کرے۔ پتھروں کو اوپر ہی جلا کر راکھ کردے۔ کسی آسمان کا کام ہے کہ آبی بخارات کو بارش کی صورت میں زمین پر لوٹا دے۔ کسی آسمان میں اوزون کی تہہ ہے اور وہ زندگی کے لئے مضر شعاؤں مثلاً ULTRA VIOLET شعاؤں کو زمین تک نہ پہنچنے دے اور صرف اتنی مقدار ہی میں آنے دے جتنی پودوں کو ضرورت ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان آسمانوں کی کئی قسم کی دوسری تاثیرات بھی ہیں جن کا انسانوں کو ابھی علم نہیں۔

خدا کی وحی صرف چند مخلوقات تک محدود نہیں بلکہ خدا کی کوئی مخلوق بھی اس سے محروم نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی﴾(طٰہٰ:51)۔ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکی خلقت عطا کی پھر ہدایت کی راہ پر ڈال دیا۔ یعنی ہر مخلوق جاندار ہو یا بے جان خدا نے ہی اس کو پیدا کیا ہے اور اسکے سپرد جو کام کیا ہے اس کے مطابق اعضاء، قویٰ، استعدادیں، صفات واثرات اور جبلّت وغیرہ اس کے اندر رکھ دیں کیونکہ تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہدایت دینا اس نے خود اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ ﴿اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدٰی﴾(اللیل:13) یہ نظام یادداشت خدا نے انسانی روح کے اندر بھی رکھا ہے۔ ہر عمل اچھا یا برا ایٹم کے برابر بھی ہو تو ضرور نتیجہ پیدا کرتا ہے اور محفوظ رہتا ہے۔ خدا کی کتاب نہ چھوٹی بات بغیر ریکارڈ کے چھوڑتی ہے نہ بڑی۔ اس دن انسان اپنی ہر سعی کو یاد کرے گا ﴿یَوْمَ یَتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰی﴾ (النازعات:35) اور جسم کا پردہ اٹھنے کے بعد روح کے احساسات اور قویٰ یہاں کے مقابلہ میں بے انتہا تیز ہونگے ﴿فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ﴾(ق:23) آج تیری نظر بہت تیز ہوگئی ہے۔ یہ نظامِ یادداشت خدا کی ذات حی و قیوم پر زبردست گواہی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ❁❁❁

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی“۔

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا اسی صورت میں فائدہ دے گا جب ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اپنے پیدا کرنے والے خدا کے آگے جھکنے والے بنیں گے۔

ہر وقت دل میں یہ احساس رکھنا چاہئے کہ ہم اس شخص کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بندے کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بن کر آیا تھا۔

جس طرح گزشتہ قربانیوں کو پھل لگے ہیں آج کی قربانیوں کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ پھل لگیں گے۔ آج بھی دنیائے احمدیت میں قربانیوں کی روح قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو انشاء اللہ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

ہر انڈونیشین احمدی اس بات کا گواہ ہے کہ ابتلاء اور امتحان ان کے جذبۂ ایمان میں کوئی لغزش نہیں لا سکے۔
آپ اکیلے نہیں ،ساری دنیا کی جماعت احمدیہ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں ۔یہ ابتلا جو آیا ہے یہ جماعت کی ترقی کے لئے آیا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 07/اپریل 2006ء بمطابق 07/شہادت 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد طٰہٰ - سنگاپور

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج کل کی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ قسم ہا قسم کی ایجادیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ کام کی سہولت کے لئے انسان نے ایسی ایجادیں کر لی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور اس جدید ٹیکنالوجی کو ترقی دینے میں اس چھوٹے سے ملک کا بھی بڑا حصہ ہے۔ لیکن جیسا کہ ابتدائے دنیا سے ہوتا آیا ہے جب انسان مادیت پر انحصار کرنا شروع کر دیتا ہے تو روحانیت میں کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہی آجکل کی دنیا میں ہمیں نظر آتا ہے۔ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھول چکا ہے اور دنیاوی اور مادی مفاد حاصل کرنے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ چھوٹا سا ملک جس نے دنیاوی لحاظ سے بہت ترقی کی ہے یہاں بھی یہی صورتحال ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے تو پیدا نہیں کیا تھا کہ وہ صرف دنیا کی خوبصورتیوں اور حسن اور آرام و آسائش اور ایجادوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد تو بہت بڑا تھا۔ اتنا بڑا مقصد کہ اگر اس کو انسان حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اس دنیا کی جو نعمتیں ملنی ہیں وہ تو ملیں گی ہی، دنیا سے جانے کے بعد اخروی اور دائمی زندگی کا بھی حصہ ملے گا۔ اگلے جہان میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وارث بنے گا۔

اس مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 57) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''مَیں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے۔ کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدّعا ٹھہرا رکھا ہے، خواہ کوئی انسان اس مدّعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ۔روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 414)

تو یہ ہے انسان کی پیدائش کا مقصد جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کر دیا اور فرما دیا کہ کیونکہ تمہارا اس دنیا میں آنا بھی میری مرضی سے ہے اور دنیا سے جانا بھی میری مرضی سے ہو گا اس لئے تم وہی کام کرو جس کا مَیں نے حکم دیا ہے۔ اور ہر انسان کو براہ راست تو اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا بلکہ اپنی سنت کے مطابق انبیاء بھیجتا آیا ہے جو مختلف قوموں میں آتے رہے اور اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت بجالانے کی تعلیم دیتے رہے۔ اور یہ اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے اور ایک خدا کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھی انسان کو دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کے جسمانی اعضاء اور طاقتیں بھی اور اس کی ذہنی صلاحیتیں بھی ایسی رکھی ہیں جو اسے دوسری مخلوق سے ممتاز کرتی ہیں۔ پس یہ انسان کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب وہ اپنی صلاحیتوں، اپنی ذہنی اور جسمانی طاقتوں کو دیکھے اور ان ایجادات اور سہولیات کی طرف دیکھے جو ان صلاحیتوں کی وجہ سے اسے ملیں تو بجائے خدا سے دور لے جانے کے اسے خدا کے قریب کرنے والی بنیں اور وہ اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے کے قابل ہو سکے۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہر انسان پر اللہ تعالیٰ وحی کر کے رہنمائی نہیں کرتا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک سنت رکھی ہوتی ہے اور وہ انبیاء کے ذریعہ اصلاح ہے جو وہ مختلف لوگوں میں بھیجتا رہا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انسان اپنی ذہنی صلاحیتوں اور قویٰ کے لحاظ سے اس قابل ہو گیا ہے کہ روحانیت کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر سکے تو آخری شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور دین مکمل کرنے اور اپنی نعمتوں کے انتہا تک پہنچنے کا اعلان فرمایا اور یہ اعلان فرمایا کہ اب قیامت تک یہی دین ہے جو قائم رہنے والا دین ہے۔ اگر اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے فائدے اٹھاتے رہو گے۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ کچھ عرصے بعد (آپ کی وفات کے کچھ عرصے بعد) امت مسلمہ پر اندھیرا زمانہ آئے گا لیکن وہ مستقل اندھیرا زمانہ نہیں ہو گا بلکہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق صادق کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیجے گا جو مسیح و مہدی ہو گا۔ ایسا نبی ہو گا جو آپؐ کی پیروی میں آنے والا

نبی ہوگا وہ آ کر پھر اس اندھیرے زمانے کو روشنیوں میں تبدیل کرے گا۔ وہ پھر مسلم اُمّہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے روحانیت کے نور کی کرنیں بکھیرے گا۔ اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ کل اقوام عالم اور تمام مذاہب والوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرے گا۔ وہ اس زمانے میں جب مادیت کا دَور دَورہ ہوگا بندے کو خدا سے ملانے اور اس کے مقصد پیدائش کو پہچاننے کی طرف توجہ دلائے گا۔ اور اس سلسلے میں یعنی مسیح و مہدی کے آنے کے بارے میں سب سے زیادہ توجہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو دلائی ہے کہ جب وہ آئے تو چاہے برف پر گھٹنوں کے بل پر بھی جانا پڑے اسے جا کر میرا سلام کہنا کیونکہ وہی اللہ کا پہلوان ہے جو اس اندھیرے زمانے اور مادیت کے دور میں جب دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھلا بیٹھی ہوگی میری (یعنی آنحضرت ﷺ کی) تعلیم کے مطابق تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے خدا سے ملائے گا تا کہ تم اپنے مقصد پیدائش کو پہچان سکو۔

پس ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق اور خدا کے پہلوان کو پہچانا اور مانا اور اس مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہوئے۔ لیکن ہمارا اس جماعت میں شامل ہونا، ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا اسی صورت میں فائدہ دے گا جب ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اپنے پیدا کرنے والے خدا جو بے حد مہربان اور رحمان و رحیم خدا ہے کے آگے جھکنے والے بنیں گے۔ اس کی عبادت سے غافل نہیں ہوں گے۔ دنیا کی مادی روشنی، یہ چکا چوند دنیا کی توجہ کھینچنے والی چیزیں ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ یہ حکم سات سو ہیں۔ پس ایک احمدی کو احمدیت قبول کرنے کے بعد ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارنی چاہئے کہ کہیں کسی حکم کی نافرمانی نہ ہو جائے۔

اب مثلاً ایک حکم ہے حیا کا، عورت کو خاص طور پر پردے کا حکم ہے۔ مردوں کو بھی حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں، حیا دکھائیں۔ عورت کے لئے اس لئے بھی پردے کا حکم ہے کہ معاشرے کی نظروں سے بھی محفوظ رہے اور اس کی حیا بھی قائم رہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اب آج کل کی دنیا میں، معاشرے میں، ہر جگہ ہر ملک میں بہت زیادہ کھل ہو گئی ہے۔ عورت مرد کو حدود کا احساس مٹ گیا ہے۔ Mix Gatherings ہوتی ہیں یا مغرب کی نقل میں بدن پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں ہوتا، یہ ساری اس زمانے کی ایسی بے ہودگیاں ہیں جو ہر ملک میں ہر معاشرے میں راہ پا رہی ہیں۔ یہی حیا کی کمی آہستہ آہستہ پھر مکمل طور پر انسان کے دل سے، پکّے مسلمان کے دل سے، حیا کا احساس ختم کر دیتی ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کے ایک چھوٹے سے حکم کو چھوڑتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ حجاب ختم ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر بڑے حکموں سے بھی دوری ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی دوری ہو جاتی ہے۔ اور پھر انسان اسی طرح آخر کار اپنے مقصد پیدائش کو بھلا بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں خاص طور پر نوجوان نسل کو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ہر وقت دل میں یہ احساس رکھنا چاہئے کہ ہم اس شخص کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق بندے کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بن کر آیا تھا۔

پس اگر اُس سے منسوب ہونا ہے تو پھر اُس کی تعلیم پر بھی عمل کرنا ہوگا اور وہ تعلیم یہ ہے کہ قرآن کریم کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی تعمیل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ اس پر عمل کرنے والا بن جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے اور اس وقت تک یہ بیعت، بیعت نہیں نری رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشا کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو، قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبر کرو اور پھر عمل کرو۔ کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور باتوں سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے۔ اور اس کے نواہی سے بچتے رہو۔ اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے۔ سچے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں یہی فرق ہوتا ہے۔ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا ہے کرتا کچھ نہیں۔ اور اس کے مقابلے میں حقیقی مسلمان عمل کر کے دکھاتا ہے، باتیں نہیں بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو اُس وقت اپنے فرشتے اُس پر نازل کرتا ہے اور سچے اور جھوٹے مسلمان میں جیسا کہ اُس کا وعدہ ہے فرقان دکھا دیتا ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 615 جدید ایڈیشن)

پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ سچا مسلمان بننے کی کوشش کرے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے نعمتیں دنیا میں پیدا کی ہیں ان سے فائدہ اٹھانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ یہ سب اس زمانے کی ایجادیں یہ مسیح محمدی کی آمد کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں۔ قرآن کریم بھی اس زمانے کی ایجادوں کی گواہی دیتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ یہ ہوں گی۔ اور حدیثوں میں بھی اس زمانے کی ایجادوں کی پیشگوئی کی گئی ہے لیکن ایک احمدی کو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ تقویٰ اختیار کرے اور صرف اور صرف دنیاوی مادی چیزوں کے پیچھے ہی نہ پڑا رہے۔ ورنہ اگر ایک احمدی، احمدی ہونے کے بعد تقویٰ اختیار نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ایسے احمدی ہونے کا کیا فائدہ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لی اور غیروں کی دشمنی بھی مول لی۔ پس مَیں دوبارہ کہتا ہوں کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اور آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا۔

آپ میں سے کئی لوگوں کو احمدیت اپنے ماں باپ سے وراثت میں ملی ہے۔ اس لئے شاید یہ احساس نہ ہو کہ ان لوگوں نے جنہوں نے شروع میں احمدیت قبول کی تھی کتنی قربانیاں دی ہیں۔ اسی طرح ہمارے ابتدائی مبلغ نے بھی بہت قربانیاں دیں۔ یہاں احمدیت آج سے تقریباً 70-71 سال پہلے آئی ہے اور شروع میں آنے والے مبلغ حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز تھے اور شروع کے احمدیوں میں جو تاریخ میں ملتے ہیں ایک حاجی جعفر صاحب تھے اور بہت سارے احمدیوں کے نام ہیں ان لوگوں نے شروع میں بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ماریں بھی کھائیں اور ان دشمنوں اور مخالفین کے مارنے کی وجہ سے کئی کئی دن ان کو ہسپتال میں رہنا پڑا۔ ان لوگوں کی قربانیوں اور دعاؤں کے طفیل آج آپ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی اپنے پر دیکھ رہے ہیں اور یہ جو خوبصورت مسجد اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے یہ بھی انہیں قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس زمانے کی دعاؤں اور قربانیوں کے پھل بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا۔ تو یہ قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں اور ہمیشہ پھل لاتی ہیں۔ جس طرح گزشتہ قربانیوں کو پھل لگے ہیں آج کی قربانیوں کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ پھل لگیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ آج بھی دنیائے احمدیت میں قربانیوں کی روح قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو انشاء اللہ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یہاں کے ہمسایہ ملکوں میں احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے احمدیوں کو انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

گزشتہ تقریباً ایک سال سے انڈونیشیا میں احمدیوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک ہو رہا ہے۔ احمدی انتہائی ثابت قدمی سے احمدیت پر قائم ہیں۔ ہم ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں لیتے اور ایسے ظلموں پر ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں اور ہمیشہ جھکتے رہیں گے۔ یہاں اس وقت بہت سے انڈونیشین بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر انڈونیشین اس بات کا گواہ ہے کہ ابتلاء اور امتحان ان کے جذبۂ ایمان میں کوئی لغزش نہیں لا سکے بلکہ ایمان میں مضبوطی کا باعث بنے ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں اپنے انڈونیشین بہن بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اپنی قوم کے احمدیوں کو تسلی دیں کہ صبر کریں اور صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ احمدیت کا ایک طرّہ امتیاز ہے کہ وہ کبھی ظلم کا بدلہ لینے کیلئے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا۔ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو ایسی سختی کے ظلم کے موقعوں پر خدا کے آگے جھکتے ہیں۔ اُس خدا کے آگے جس نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اُس خدا کے آگے جس نے کہا کہ میرے سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ پس اس سے مدد مانگیں، انشاء اللہ وہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، کبھی ضائع نہیں کرے گا، کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یاد رکھیں آپ اکیلے نہیں ساری دنیا کی جماعت احمدیہ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ عارضی ابتلاء ہے انشاء اللہ گزر جائے گا۔ یہ ابتلاء جو آیا ہے یہ جماعت کی ترقی کیلئے آیا ہے۔

یاد رکھیں کہ جب آپ نے اس زمانے کے مسیح و مہدی کو مان لیا تو خدا تعالیٰ کبھی آپ کی جماعت کو ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کے ساتھ ہے۔ آپ اس مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں جس نے مخالفین کو ان الفاظ میں مخاطب کر کے چیلنج دیا ہے:

''اے نادانو! اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو مَیں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلّت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ مَیں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اس کے ساتھ، وہ میرے

ساتھ ہے۔کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔اگر چہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ہا ابتلا ہوں۔ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے''۔

(انوار الاسلام ۔روحانی خزائن جلد نمبر 9صفحہ نمبر 23)

آج ہم اس کے عینی شاہد ہیں کہ باوجود سو سال کی کوششوں کے یہ سب مخالفت کی آندھیاں احمدیت کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں اور بگاڑ سکتیں بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا آپ کی جماعت کی ترقی اور قیامت تک دوسروں پر غلبے کا وعدہ ہے۔اس لئے مجھے اس بات کی تو فکر نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو کوئی دنیاوی طاقت نقصان پہنچا سکے گی۔فکر صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ خدا سے دُور جا کر کوئی احمدی اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کرے۔

پس ہمیشہ ہر احمدی کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ کیا کسی سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا؟ ہمیں چاہئے کہ احمدی ہونے کے دعوے کے ساتھ ہم اپنے خدا سے سچی وفا کا تعلق جوڑیں اور جب ہمارا سچا تعلق خدا تعالیٰ سے ہوگا تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہریں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔اور یاد رکھیں کہ عبادتوں کے ساتھ ساتھ اسلام اور احمدیت کے محبت اور صلح کے پیغام کو بھی دنیا تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔کیونکہ آج دنیا کو خدا کے قریب لانے اور دنیا میں اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرتے ہوئے محبت اور بھائی چارے کا پیغام دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری ہم احمدیوں کے سپرد کی گئی ہے۔پس جہاں یہ باتیں آپ خود یاد رکھیں وہاں اپنی اولادوں کے دلوں میں بھی اس کو اچھی طرح گاڑ دیں اور راسخ کر دیں۔ کیونکہ جماعتوں کی زندگیاں تبھی بنتی ہیں جب نسلوں میں بھی یہ نیکیاں قائم ہوتی چلی جائیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے آپ میں سے اکثر کے چہروں پر اخلاص و وفا نظر آتا ہے۔اللہ تعالیٰ یہ اخلاص و وفا بڑھاتا چلا جائے۔وہ وفا جو آپ کو حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت احمدیہ سے ہے کبھی ختم نہ ہو بلکہ بڑھتی چلی جائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس پڑھتا ہوں. آپؑ فرماتے ہیں:

''اے میری جماعت! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔وہ قادر کریم آپ کو سفر آخرت کیلئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔خوب یاد رکھو کہ دنیا کوئی چیز نہیں۔...........اے سعادت مند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جاؤ جو تمہاری نجات کیلئے مجھے دی گئی ہے''۔ (تذکرة الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20صفحہ63)

فرمایا:'' تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیۂ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض اور غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کے ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ283)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر ہمیشہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھے۔اور اس پیغام کو دنیا کے محروم طبقے، جنہوں نے ابھی تک احمدیت قبول نہیں کی، ان تک پہنچانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: مذہبی دلآزاری کے لئے کارٹون کا ہتھیار احرار نے 1951ء میں ایجاد کیا
از صفحہ نمبر8

بچے، بوڑھے، سب اپنی جان و مال فدا کرنے پر تیار رہتے ہیں۔ایک مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اپنے عزیز و محبوب آقا کی حرمت پر کسی ضعیف سے حملہ کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔جناب والا خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کارٹون کی چند در چند اہانتوں سے مسلمانوں کے قلوب میں کیسے سخت جذبات غیظ و غضب پیدا ہونگے۔الفاظ پوری طرح اس کی تشریح نہیں کر سکتے، غور تو کیجیئے کہ سلطان السلاطین، دنیا کا بے نظیر روحانی پیشوا، قدرتِ الٰہی کا مکمل ترین نمونہ، تمام دنیا کا مطمح انظار، اور رحمۃ اللعالمین ایک اخبار میں اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک خونی دیوتا کی طرح تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک کھلاڑی کی شہرت پر متحیر کھڑا ہے! اس سے زیادہ ذلیل مصوری کا نمونہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ایک اخبار کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا شرمناک حرکت ہوسکتی ہے کہ وہ ایک قوم کے مذہبی احساسات سے اس طرح تلاعب کرے۔یہ اخبار نویسی کے لئے ایک نہایت بدنما دھبہ ہے۔کیا ایک کرکٹ کھیلنے والے کی قدر افزائی ایک ایسی متبرک ہستی کی ذات پر حملہ کئے بغیر کسی طرح مکمل نہیں ہوسکتی تھی جسے عالم انسانی کے بہترین مذہبی مصلحوں کی اولین صف میں جگہ دی جاتی ہے۔یقیناً یہ شخصیتوں کے تقابل کی نہایت کمینہ اور ذلیل منظر کشی ہے۔میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ جناب عالی کو اس شدید نفرت و غصہ کی طرف توجہ دلاؤں جو یہ کارٹون ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں پیدا کر دے گا۔جناب والا خود اس کا ندازہ فرما سکتے ہیں۔لہذا میں نہایت زور کے ساتھ اپنے ہادی برحق علیہ السلام کی اس سفلانہ توہین پر احتجاج کرتا ہوں اور جناب والا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نہایت اہم معاملہ کی طرف فوراً توجہ کیجئے اور ان مجرموں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لا کر دنیا میں ثابت کیجئے کہ انگلستان اپنی روایتی انصاف پسندی و غیر جانب داری پر فخر کرنے میں حق بجانب ہے۔''

اس احتجاجی عرضداشت کا لفظ لفظ تائید کا مستحق ہے۔

(بحوالہ ''صدائے رستا خیز'' صفحہ ۳۷۰۔۳۷۴ مرتب جناب خلیل احمد حامدی ناشر ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور پاکستان اشاعت جنوری ۱۹۹۳ء)

ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روح ایمانی تو دیکھ

مسلمانوں کو تباہ کرنے کی احراری تحریک

حق یہ ہے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے دنیا بھر میں کارٹون کے ذریعہ فتنہ برپا کرنے والوں کا اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ان کی سیاسی تحریک دراصل مسلمانانِ عالم کو تباہ کرنے کی سکیم ہے جس کے ڈانڈے اشتراکیت سے ملتے ہیں جس کا کھلا اعتراف مفکّر احرار افضل حق کے قلم سے تاریخِ احرار میں بھی موجود ہے۔بانی جماعتِ اسلامی جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنے وسیع تجربات و مشاہدات کی بنا پر بیان دیا تھا کہ'' احرار کے سامنے اصل سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں بلکہ نام اور سہرے کا ہے۔اور یہ لوگ ''مسلمانوں کی جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤں پر لگا دینا چاہتے ہیں''۔

(ہفت روزہ ''المنبر'' ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۲ فیصل آباد)

کوئی کافر میری تذلیل نہ کر سکتا تھا
مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلمانوں نے مجھے
(ظفر علی خاں)

❁❁❁❁❁❁

محبت لازماً غالب آئے گی

حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور خلافت کے پہلے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:۔

''حقیقت یہ ہے کہ دین کی جان محبت ہے۔دین کی حقیقت عشق ہے۔وہ دین جو محبت اور عشق سے عاری ہے اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔نہ وہ زندہ رہنے کے لائق ہے، نہ وہ زندہ رکھنے کے قابل ہے۔یہ روح ہے زندگی کی۔اور ادیان کا فلسفہ اس بات میں مضمر ہے کہ خدا سے محبت کی جائے اور ایسی محبت کی جائے کہ دنیا کی ہر چیز پر وہ محبت غالب آجائے۔کوئی وجود اس سے زیادہ پیارا نہ رہے۔کوئی ساتھی اس سے زیادہ عزیز تر نہ ہو۔یہ محبت جب زندگی کے ہر دوسرے جذبے پر غالب آجاتی ہے تو اس وقت وہ لوگ پیدا ہوتے ہیں جنہیں خدا نما وجود کہا جاتا ہے۔یہی سب سے بڑا ہتھیار ہے جس سے دنیا کے قلوب فتح کئے جائیں گے۔یہی وہ ہتھیار ہے جس نے بہرحال غالب آنا ہے......اس لئے خدام احمدیت بھی محبان احمدیت ہونے چاہئیں، عاشقان احمدیت ہونے چاہئیں۔ان کے دل میں ولولے ہوں پیار اور محبت اور عشق کے۔کیونکہ اس کے سوا ہمارے پاس اور کوئی طاقت نہیں اور اس کے سوا ہم دنیا کو فتح کرنے کا کوئی اور ذریعہ اپنے ہاتھ میں نہیں پاتے۔

ایک موقع پر بریڈ فورڈ (انگلستان) میں ایک اخباری نمائندے نے مجھ سے ایک سوال کیا۔وہ اسی نوعیت کا سوال تھا۔خصوصاً اس پہلو سے اس نے اپنی مطلب براری چاہی کہ آپ محبت کا پیغام تو دیتے ہیں مگر آپ یہ بتائیں کہ جن لوگوں نے آپ پر مظالم کئے ہیں اور شدید مظالم کئے ہیں ان کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ ان کے لئے بھی ہمارے دل میں سوائے پیار اور محبت اور رحمت کے اور کوئی جذبہ نہیں۔..........

تو حقیقت یہ ہے کہ محبت ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے مقابل پر دنیا نے کبھی کوئی ہتھیار نہ ایجاد کیا ہے نہ کر سکتی ہے۔اس نے لازماً فتحیاب ہونا ہے۔اس لئے ہم جو آج نفرتوں کی آندھیوں میں گھرے ہوئے ہیں، ہم جو آج ایسی کمزور حالت میں اپنے آپ کو پاتے ہیں کہ جو قدم ہم اٹھائیں وہ بغض اور نفرت پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے، جو نیکی ہم کریں وہ فتنہ و فساد شمار کی جاتی ہے، جو خدمت دین کے لئے ہم اقدام کریں اسے انتہائی حسد اور بغض کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس ساری صورت حال کا علاج بھی یہی ایک لفظ ''محبت'' ہے۔کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا نے ہمیشہ محبتوں سے نفرتوں پر فتح پائی ہے۔''

(ماہنامہ خالد نومبر، دسمبر1982ء)

❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

مذہبی دلآزاری کے لئے

کارٹون کا ہتھیار احرار نے 1951ء میں ایجاد کیا

(دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت)

مشہور عالم حدیث کی حقانیت

حضرت سید لولاک رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب سے مروی مشہورِ عالَم حدیث "مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ" (مشکوۃ کتاب العلم) کے عین مطابق آخری زمانے کے فتنوں کا خروج بلاشبہ ملائیت ہی کے بطن سے ہوا ہے۔

جہاں تک کارٹون کو مذہبی دلآزاری، قلبی و روحانی اذیت، اشتعال اور نفرت و حقارت کا شیطانی ہتھیار بنانے کا تعلق ہے ملّتِ اسلامیہ کی تاریخ میں اس کی ایجاد احراری مُلّاؤں کے ہاتھوں ہوئی جس کا بے دریغ اور ظالمانہ استعمال 1951ء میں کراچی سے شروع کیا گیا۔ اور باوجودیکہ یہ لوگ تصویر کو شرعاً حرام قرار دیتے تھے انہوں نے صرف معصوم احمدیوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی خاطر اس حرام کو مستحب بلکہ وجوب کا درجہ دے دیا اور بازاری گالیوں سے بھرا ہوا ایک رسالہ "عبرتناک موت" کے نام سے شائع کیا جس کے سرورق پر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی جعلی اور فرضی تصویر دے کر اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا جس پر ابلیس نے بھی رقص کیا ہوگا۔ مگر خدا کی پیاری جماعت کے سینے شق اور جگر پارہ پارہ ہوگئے۔ یہ پُر افترا کارروائی "مکتبہ ردّ مرزائیت آدم مارکیٹ بندر روڈ کراچی" کے ذریعہ عمل میں آئی۔

اس رسالہ کے بعد فتنہ کارٹون نے دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان کے تمام صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا حتیٰ کہ 11ر ستمبر 2001ء کے سانحہ دہشت گردی تک اس نوع کا شرمناک اور انسانیت سوز لٹریچر جنوبی افریقہ، امارات متحدہ، ڈنمارک اور انگلستان تک پھیلا دیا گیا۔

یہ خونی سیلاب ملکی و غیر ملکی سیاسی طاقتوں کی پشت پناہی میں تیزی سے بڑھتا چلا گیا جس کے سامنے مظلوم احمدی یکسر بے بس ہو کر اپنے آسمانی مولا کے آستانہ پر سجدہ ریز ہوگئے اور مجسم فریاد بن کر عرض کیا: ؎

نہ آنسوؤں کی کمی ہے نہ قحط آہوں کا
تیرے کرم سے فقیروں کا کام چلتا ہے

اور جب اکیسویں صدی کا آغاز ہوا تو چشم فلک نے دیکھا کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کی تعلیم کے مطابق مجسم صبر و انکسار اور دعاؤں کے چلتے پھرتے ہوئے پیکر بن چکے تھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں احمدیت کی اگلی نسلیں اخلاق محمدی کے اس بے مثال اور عالمگیر مظاہرہ پر یقیناً دنگ رہ جائیں گی اور اپنے بزرگوں کے نمونہ صبر و شکر پر فخر کریں گی اور اسے قیمتی اور لازوال سرمایہ حیات سمجھ کر انشاء اللہ دل میں جگہ دیں گی اور اس سے صحن سینہ کو سجائیں گی۔

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

پچاس سالہ زہرہ گداز داستان کی ایک ادنیٰ جھلک

اس قیامت خیز پچاس سالہ دور کی زہرہ گداز داستان حد درجہ اندوہناک ہے جس کا تصور کر کے بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے اور آنکھیں خون کے آنسو لاتی ہیں اور حیرت آتی ہے کہ جمہوریت کی دنیا میں آزادی کی آڑ میں مسلسل نصف صدی تک کس طرح جماعت احمدیہ کی برگزیدہ ہستیوں کو فرضی کارٹونوں کا نشانہ بنایا گیا اور حکومتیں، دانشور اور عوام تماشائی بن کر مسکراتے اور کردار سازی کی عشوہ طرازیوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ مگر میں اس کی تفصیل میں جانے کی بجائے اس وقت صرف ایک نا تمام سا خاکہ پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔

1۔ احراری ترجمان "آزاد" لاہور نے 11ر ستمبر 1952ء کو "مطالبہ نمبر" شائع کیا۔ اور اس کے صفحہ اوّل پر ایک شر انگیز سیاسی کارٹون کے ذریعہ احمدیت، سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور پاکستان و احمدیت کے بطلِ جلیل حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو زہریلے اور مہلک سانپ کی شکل میں دکھایا۔

2۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں ڈربن "جنوبی افریقہ" کی مکی پبلیکیشنز نے الیاس برنی حیدرآبادی کی رسوائے عالم کتاب QADIANI MOVEMENT طبع کی اور جعلسازی اور فریب کاری سے کام لیتے ہوئے خدا کے فرستادہ کو اپنے ہاتھ میں یونین جیک لئے ہوئے دکھایا گیا حالانکہ اس جھنڈے کے پاسبان تو پوری عمر نظام حیدرآباد دکن بنے اور دونوں جنگوں میں اپنی فوجوں اور بے پناہ روپیہ سے برطانوی حکومت کی مدد کی۔ اس فراڈِ اعظم کے پیچھے مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی قادری کا ہاتھ کارفرما تھا۔

3۔ آمر ضیاء نے اپنے بدنام زمانہ آرڈیننس کا جواز ثابت کرنے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ایک یہ چال بھی چلی کہ رسالہ "قومی ڈائجسٹ" کو شائع کرایا۔ اور اس کے سرورق پر حضرت مسیح موعودؑ کی پرانوار اور خدا نما شبیہ کو مسخ شدہ حالت میں دکھلایا گیا۔

4۔ فروری 1989ء میں پیر کرم شاہ بھیروی، جج شرعی عدالت کا کتاب فروش ادارہ "ضیاء القرآن پبلیکیشنز" بھی فی سبیل اللہ فساد کی جنگ میں کود پڑا۔ اور اپنی کتاب "قادیانی امت اور پاکستان" کو ایک بیہودہ کارٹون سے مرصع کر کے لاہور کے داتا بازار میں فروخت کرنے لگا۔

5۔ مارچ 1989ء میں ایک بدزبان اور بدقماش نے Two In one جیسی انتہائی فحش کتاب اردو اور انگریزی میں بیت المکرّم ٹھٹھہ (سندھ) سے شائع کی اور بیرونی ممالک بھی کثیر تعداد میں بھجوائی۔

6۔ 1992ء میں اسی شخص نے فجیرہ (عرب امارات) سے مغلظات سے پُر رسالہ "الفتویٰ" اُردو میں جاری کیا جس میں نہ صرف کارٹونوں کی بھرمار تھی بلکہ معصوم احمدیوں کے زخموں پر نمک پاشی کے لئے حد درجہ توہین آمیز الفاظ استعمال کئے مثلاً مسیح مغضوب، مسند منافقت، قادیان کا شیخ چلی وغیرہ یہ رسالہ کثرت سے پاکستان ڈنمارک وغیرہ یورپین ممالک کے احمدیوں کو بھی بذریعہ ڈاک بھجوائے جاتے رہے تا احمدی مشتعل ہو کر اپنے احترام قانون کے مذہبی شعار کو ترک کر کے مشتعل ہو جائیں اور قانون شکنی پر اتر آئیں مگر خدا کے شیروں نے اسوہ رسول عربی پر عمل پیرا ہو کر اس ہولناک منصوبہ کو پیوندِ خاک کر دیا۔

7۔ اسی سال "الفتویٰ" کے بدبخت مدیر معاون نے فجیرہ سے "پرانے شکاری۔ نیا جال" نامی رسالہ چھپوایا اور سرورق کے پہلے اور آخری صفحہ پر اپنی ذہنی عیاشی کے ذوق کی تسکین کے لئے شرمناک کارٹون بھی جڑ دیا جس سے عرب کی مقدس سرزمین کی سخت بے حرمتی ہوئی۔

8۔ مدیر "الفتویٰ" نے ایک دو ورقہ "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن" کے نام سے چھپوایا اور اس کے آخر میں ازراہِ شرارت ایک افسوسناک کارٹون بنا کر مسیح الزماں کے اس دعویٰ پر مہر تصدیق ثابت کر دی کہ ؎

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

9۔ 1994ء میں جبکہ دنیائے احمدیت آنحضرت ﷺ کے آفاقی نشان چاند سورج گرہن کے ظہور پر صد سالہ جشن منا رہی تھی سانده کلاں لاہور سے اشتیاق پبلیکیشنز نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے مع کارٹون کے ایک نہایت غلیظ اور انسانیت سوز رسالہ شائع کیا۔

10۔ اسی زمانہ میں ننکانہ صاحب سے نام نہاد "عالمی مجلس ختم نبوت" کی طرف سے دجل و فریب کے خصوصی آلہ یعنی کارٹون سے تیار شدہ نفرت انگیز پمفلٹ ایسے ایسے قبیح عنوانوں سے چھپوائے جاتے رہے کہ شیطان لعین بھی عرق آلود ہو گیا ہوگا۔ مثلاً "اگر مرزا قادیانی آج کے دور میں ہوتا"۔ "آستین کا سانپ"، "جب مرزا قادیانی کو موت آئی"، "تھوڑی دیر مرزا قادیانی کی قبر"۔

تحفظ ختم نبوت کے نام پر سیاسی کاروبار میں توسیع

1997ء سے عالمی تحفظ ختم نبوت حضوری باغ ملتان نے ملک کے بہترین کارٹونسٹوں کی باقاعدہ خدمات حاصل کیں اور اپنے ایجاد کردہ کارٹونوں کے کاروبار کو وسعت دے دی۔ اس سلسلہ میں تحریک احمدیت کے خلاف جو ضخیم کتابیں مارکیٹ میں رکھی گئیں ان میں سے چند کے نام ملاحظہ ہوں:۔ 'دجال قادیان'۔ 'قادیانیت کش'۔ 'ثبوت حاضر ہیں'۔

صلیب پرستوں اور احراریوں کا خطرناک گٹھ جوڑ

یہ انکشاف عشاقِ رسول میں زلزلہ پیدا کر دے گا کہ احمدیت کے خلاف انڈر گراؤنڈ محاذ میں مدت سے پادریوں اور احراریوں نے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے جس کا دستاویزی ثبوت یہ ہے کہ مشہور بدزبان پادری کے۔ ایل۔ ناصر نے اپنی کتاب "حقیقتِ مرزائیت" کو مخالف احمدیت علماء کے نام معنون (Dedicate) کیا اور ان کا دلی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے "مرزائیت" کو بے نقاب کر کے ہندو پاکستان میں مسیحیوں کی ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں دوسری طرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کے نام سے کتاب شائع کی۔ جس کے صفحہ ۳۰ پر نہایت ادب و احترام اور اعزاز و اکرام سے پادری کے۔ ایل ناصر کو اور صفحہ 12 پر دشمنِ اسلام پادری اکبر مسیح کو مجاہدین ختم نبوت میں شامل کر لیا جو خاتم النبیین ﷺ سے غداری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ناموس رسالت کی حقیقی علمبردار عالمگیر جماعت احمدیہ

بالآخر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ احراری پادری ساز باز خدا کی قائم کردہ اس عالمی جماعت کے خلاف ہے جس کی ایک صدی سے زائد عرصہ کی مذہبی تاریخ ناموسِ رسالت کے زریں کارناموں سے آفتاب و ماہتاب کی طرح جگمگا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بانی جماعتِ اسلامی جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے جماعت احمدیہ کے جذبہ عشق رسول کو اس زمانہ میں زبردست خراج تحسین ادا کیا۔ جبکہ وہ الجمیعۃ (دہلی) کے مدیر تھے۔

واقعہ یہ ہوا کہ انگلستان کے مشہور اخبار 'دی سٹار' (The Star) نے ۱۸ اگست ۱۹۲۵ء کے ایشوع میں نبیوں کے شہنشاہ آنحضرت ﷺ کی ذات مقدس کے خلاف ایک توہین آمیز کارٹون شائع کرنے کی شرمناک جسارت کی جس پر دنیا بھر کے باقی مسلمانوں نے تو چپ سادھ لی مگر اس نے جماعت احمدیہ کو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپا دیا۔ چنانچہ اس کے شہرہ آفاق انگلستان مشن نے برطانیہ کے برسر اقتدار حلقوں سے فوری رابطہ کیا اور اس وقت تک تعاقب جاری رکھا جب تک کہ اس کی مدلّل و مؤثر خط و کتابت کے نتیجہ میں اخبار سٹار معافی مانگنے اور اپنی غلطی کا کھلے بندوں اقرار کر کے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ ہو گیا۔

غیرتِ رسول کے اس مثالی جذبہ سے جناب مودودی صاحب اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے الجمیعۃ کے شمارہ 23ر ستمبر 1925ء میں ایک خصوصی آرٹیکل سپرد قلم کیا جس میں جماعت احمدیہ کی اس عظیم الشان اسلامی خدمت کو سراہتے ہوئے لکھا:۔

"اس ناپاک کارٹون کے متعلق لندن کی احمدی جماعت نے جس مستعدی کے ساتھ مسلمانوں کی وکالت کی ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اس کے صدر جناب عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے نے ایک نہایت پرزور عرض داشت ہز میجسٹی کے وزیر داخلہ کے پاس بھیجی ہے جس میں انہوں نے انگلستان، ہندوستان اور مصر و افریقہ کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"رسول اکرم ﷺ کی ذات مقدس مسلمانوں کی نگاہوں میں سب سے زیادہ محترم ہے۔ آپ کی محبت اور وہ عزت و وقعت جس سے مسلمان آپ کو یاد کرتے ہیں، رنگ، نسل، اور قومیت کے تمام حدود سے گزر کر جمیع مسلمانانِ عالم کے دلوں پر یکساں حاوی ہے۔ دنیا کی تمام موجودات میں جو چیز مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ مقدس ہے وہ ان کے رسول برحق کی ذات بابرکت ہے۔ اور اپنے رسول ﷺ کی حرمت پر مسلمانوں کے عورت، مرد،

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ سیرالیون کے

46ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

سیرالیون کے صدر مملکت، نائب صدر مملکت، 14 وزراء مملکت، 25 پیراماؤنٹ چیفس، اعلیٰ حکومتی عہدیداران، قبائلی سردار، متعدد غیراز جماعت آئمہ کرام اور عیسائی لیڈروں کی شمولیت

12000 سے زائد افراد اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

(رپورٹ: رضوان احمد افضل۔مبلغ سلسلہ سیرالیون)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلسہ سالانہ کی تاریخوں اور افسر جلسہ سالانہ کے نام کی منظوری لی گئی اور کام کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔

امسال بھی صدر مملکت کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔صدر مملکت نے نہایت خوشی سے جماعت کی دعوت کو قبول کیا۔

صدر مملکت کے علاوہ نائب صدر مملکت کو بھی امسال جلسہ میں شمولیت کا دعوت نامہ بھجوایا گیا۔انہوں نے بھی دعوت نامہ نہایت خوشی سے قبول کیا اور پھر صدر مملکت کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔۔

جلسہ کے انتظامات کو احسن رنگ میں انجام دینے کے لیے کام کو 18 شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا

کام کا جائزہ لینے کے لیے مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ سیرالیون نے نگران شعبہ جات کی کئی میٹنگز بلوائیں اور ہدایات فرماتے رہے۔ جلسہ کی کامیابی کے لئے سارے ملک میں احباب جماعت نے نفلی روزوں اور باجماعت نماز تہجد کا بھی اہتمام کیا۔حضور انور کی خدمت میں بھی جلسہ کی بھرپور کامیابی کے لئے دعا کی درخواست بار بار کی گئی۔

جلسہ گاہ کی تیاری اور دوسرے انتظامات تقریباً ایک ماہ قبل شروع کئے گئے ۔تقریباً 2000 افراد نے روزانہ کام کیا اور اس طرح تمام انتظامات مکمل ہوئے۔ سیرالیون میں شامیانے وغیرہ کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے لوکل Sticks اور لوکل Mats کے ساتھ جلسہ گاہ تیار کی جاتی ہے جس پر بہت محنت اور وقت لگتا ہے۔اسی طرح کھانا پکانے کی جگہیں اور نماز کی جگہ بھی تیار کی جاتی ہے۔

مرکزی مہمان

امسال حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کو مرکزی مہمان کے طور پر سیرالیون بھجوایا تھا۔مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کو خدا کے فضل سے سیرالیون میں تقریباً 29 سال بطور ٹیچر، پرنسپل اور مبلغ سلسلہ کی خدمات کی توفیق ملی ہے۔آپ نہایت اعلیٰ علمی شخصیت کے مالک ہیں اور علم کے ساتھ ساتھ تقریر کے فن میں بھی بہت منجھے ہوئے ہیں۔آپ کی آمد سے جلسہ میں ایک خاص رونق پیدا ہوگئی۔

آغاز جلسہ

جلسہ 10 سے 12 فروری 2006ء کو ہمیشہ کی طرح احمدیہ سیکنڈری سکول BO شہر میں ہوا۔مورخہ 8رفروری کو ہی جلسہ کے مہمان آنا شروع ہو گئے 9رفروری کو جوق در جوق احمدی، گاڑیوں پر بینرز اور پوسٹرز لگائے مختلف اطراف سے BO شہر میں داخل ہونا شروع ہوگئے ۔شہر کی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی ۔جلسہ کی وجہ سے سارے شہر میں ایک خاص ماحول بنا ہوا تھا۔ احمدی نوجوانوں نے گاڑیوں پر سپیکر لگائے ہوئے تھے جہاں سے بلند آواز میں درود شریف پڑھا جا رہا تھا اور نعرے بلند ہو رہے تھے۔اس کا سارے شہر میں بہت اچھا اثر پڑا۔جلسہ کے ہر دن کا آغاز نماز تہجد، نماز فجر اور درس سے ہوتا رہا جس میں احباب نے نہایت جوش و خروش سے شرکت کی۔خاص طور سے نماز تہجد میں لوگوں کا ایک خاص رجحان تھا ہر چھوٹا بڑا نماز تہجد کے لئے دوڑا چلا آتا تھا۔

پہلا دن

25رفروری بروز جمعۃ المبارک

9:30 بجے جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر جماعت سیرالیون اور مرکزی مہمان مولانا لطف الرحمٰن محمود صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ نائب امیر اوّل اور دوم نے سیرالیون کا جھنڈا لہرایا۔

چند لمحوں کے بعد صدر مملکت اپنے وفد کے ہمراہ جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ ان کا استقبال مکرم مولانا سعید الرحمٰن امیر و مشنری انچارج سیرالیون ،مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب مرکزی مہمان، نائب امیر صاحب، افسر صاحب جلسہ سالانہ اور ریجنل مشنری BO شہر نے کیا۔صدر مملکت کی آمد پر جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی ۔صدر مملکت کے ہمراہ نائب صدر مملکت اور دیگر وزراء مملکت بھی تھے۔

مہمانوں کے آنے کے بعد، افسر صاحب جلسہ سالانہ نے صدر مملکت کے وفد کے علاوہ آنے والے معزز مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔صدر مملکت کے چیف پروٹوکول آفیسر نے صدر مملکت کے وفد کا تعارف کروایا۔ ویلکم ایڈریس مسٹر سنوسی دین نے پیش کیا۔محترم امیر صاحب نے جلسہ کے ایّام کو روحانی انداز میں گزارنے کی تلقین کی۔اور مرکزی مہمان کا تعارف پیش کیا۔

مرکزی مہمان مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب نے حضور انور کا پیغام، السلام علیکم کا تحفہ حضور انور کی جانب سے سب احباب کو پہنچایا جس کا سب احباب نے بہت گرم جوشی سے جواب دیا۔اسی طرح آپ نے حضور انور ایدہ اللہ کی سیرالیون کی ترقی کے لئے بے انتہا دلچسپی کا بھی ذکر کیا۔آپ نے سیرالیون کے ساتھ اپنی جذباتی وابستگی کا بھی اظہار کیا۔

اس کے بعد نائب صدر مملکت نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ "سیرالیون میں تعلیم اور صحت کے شعبہ میں جماعتی خدمات کا اگر شکریہ ادا نہ کیا جائے تو یہ بہت زیادتی کی بات ہوگی۔جماعت احمدیہ نے تعلیم اور صحت کے میدان میں نہایت شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔سیرالیون کے ہر شہری کو ان خدمات کے لئے جماعت احمدیہ کا شکرگزار ہونا چاہئے۔انہوں نے اس بات پر نہایت خوشی کا اظہار کیا کہ مکرم امیر صاحب نے ذاتی طور پر جا کر نائب صدر مملکت کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔

اس کے بعد صدر مملکت نے اپنے خطاب میں کہا کہ مَیں اس جلسہ میں دو وجوہات کی بنا پر آیا ہوں ایک تو میں آپ کے پچھلے سال کے بہترین برتاؤ سے بہت خوش ہوں ۔آپ کی مہمانوازی اور حسن سلوک کی وجہ سے میں آپ کی درخواست ردّ نہیں کر سکا۔

دوسری بات جو کہ بہت ہی اچھی وجہ ہے میرے یہاں آنے کی وہ یہ ہے کہ مجھے پتا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت پوری دنیا میں امن، انصاف اور نیکی کو قائم کر رہی ہے جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے اس کا اعلان کیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔

انہوں نے کہا کہ احمدیہ جماعت نے ساری دنیا میں بہت تھوڑے وقت میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں کیونکہ امن ،انصاف اور نیکی احمدیوں کا بنیادی ذریعہ عمل ہے۔آپ نے ایک دفعہ پھر جماعت کے دوسرے مذاہب اور مسلمان فرقوں کے ساتھ بہترین سلوک کو سراہا اور اس چیز کا خاص طور سے ذکر کیا کہ آج کے جلسہ میں بھی دوسرے فرقوں کے مسلمان آئمہ اور عیسائی لیڈر بھی شامل ہیں۔

آخر پر پیراماؤنٹ چیف آف BO جو کہ احمدی ہیں ،امسال جلسہ سالانہ لنڈن میں بھی شمولیت کی تھی نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔اس طرح پہلا اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس اجلاس میں صدر مملکت، نائب صدر مملکت کے علاوہ 10 منسٹرز،4 ڈپٹی منسٹرز، ڈی آئی جی پولیس، ایڈوائزر آف صدر مملکت ، ڈپٹی منسٹر آف ایگریکلچر، پروونشل سیکریٹریز، ریذیڈنٹ جج جنوبی صوبہ ،ریجنل چیف امام، سپرنٹنڈنٹ کیتھولک و میتھوڈسٹ چرچ، میڈیکل سپرنٹنڈنٹ BO،ڈائریکٹر منسٹری آف ہیلتھ، ڈائریکٹر اسلامک ڈویلپمنٹ بینک کے علاوہ بہت سے ممبران پارلیمنٹ اعلی حکومتی عہدیداران 25 پیراماؤنٹ چیفس اور 30 پیراماؤنٹ چیفس کے نمائندوں اور بہت سے دوسرے معزز لوگوں نے شرکت کی۔

پہلے اجلاس کے بعد صدر مملکت اور تمام وفد نے شاملین جلسہ کے ساتھ نماز جمعہ میں شرکت کی۔نائب صدر مملکت اور بعض منسٹرز جو کہ عیسائی تھے انہوں نے بھی نماز جمعہ میں شرکت کی ۔خطبہ جمعہ مکرم مولانا لطف الرحمٰن محمود صاحب نے دیا۔آپ نے اسلام کے پرامن مذہب ہونے کے حوالے سے سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں نہایت ہی پراثر خطاب فرمایا۔آپ نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں چھپنے والے بعض نازیبا خاکوں کے بارے میں بہت وضاحت سے رسول پاک ﷺ کی زندگی کے حوالے سے روشنی ڈالی اور خاکوں کے ذریعے دیے جانے والے پیغام کو رسول پاک ﷺ کی سیرت سے غلط ثابت کیا اور بتایا کے آپ ﷺ کی زندگی اس سے بالکل مختلف ہے۔

آپ کے خطبہ کا صدر مملکت اور ان کے وفد پر اتنا اثر ہوا کہ دوران خطبہ بھی وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سر ہلا ہلا کر معترف ہو رہے تھے۔خطبہ جمعہ کے فوراً بعد صدر مملکت نے مکرم مولانا صاحب سے کہا کہ وہ یہ خطبہ صدر مملکت کو لکھ کر دیں تاکہ اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے نشر کیا جا سکے۔اس کے بعد صدر مملکت اور آپ کے وفد نے دوپہر کے کھانے میں شرکت کی۔اس طرح تقریباً 4 گھنٹے سے زائد صدر مملکت نے ہمارے جلسہ میں گزارے اور نہایت اچھا تاثر لیا۔

پہلا دن۔دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس مکرم مولانا لطف الرحمٰن محمود صاحب کی صدارت میں شروع ہوا ۔دوسرے سیشن میں مہمان خصوصی نائب صدر مملکت تھے۔انہوں نے دوسرے سیشن میں بھی جماعت کی تعلیمی میدان میں اور میڈیکل کے میدان میں خدمات کو سراہا۔اس سیشن میں آپ نے تعلیم کے میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء اور سکولوں میں انعامات تقسیم کئے ۔مقررین نے اس سیشن میں تربیت اولاد، وفات مسیح علیہ السلام نظام وصیت اور مالی قربانی وغیرہ کے موضوعات کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں خطاب کیا ۔دعا کے بعد یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا دن۔بروز ہفتہ

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز 9:30 بجے ہوا۔ یہ اجلاس نائب امیر مکرم علیو ایس دین صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔

اس سیشن میں دو مہمانوں نے بھی شرکت کی جن میں سے ایک ایکٹنگ منسٹر فارن افیئر تھے اور دوسرے ڈائریکٹر آف ہیلتھ۔دونوں احباب نے جماعت کا نہایت اچھے انداز میں ذکر کیا۔

منسٹر صاحب نے پہلے تو قرآن مجید کی تلاوت کی اور پھر کہا کہ یہ مجھے احمدیہ نے سکھایا ہے پھر انہوں نے اپنے اسلامی علم اور پھر اپنی پوسٹ ہر چیز کو جماعت کے نام منسوب کیا۔

اسی طرح ڈائریکٹر ہیلتھ نے بھی اپنی تمام ترقیات کو جماعت کا مرہون منت گردانا۔اور کہا کہ اب وہ ایک اچھے احمدی کے طور پر اپنا کردار ادا کریں گے۔

اس سیشن میں 4 تقاریر ہوئیں۔جن میں الحاجی اے کے ۔بنگورہ نے سیرالیون میں احمدیت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے ابتدائی مبلغین کی بے مثال قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود ان مبلغین نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی سیرالیون بھر میں اشاعت کے کام کو احسن طور پر سرانجام دیا۔انہوں نے پاپیادہ سارے ملک میں دورے کئے اور لوگوں تک اس پیغام کو پہنچایا۔

دوسرا اجلاس

نماز ظہر وعصر کے بعد آج کے دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا۔ یہ اجلاس نائب امیر سوم سلیمان مانسرے صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔

اس سیشن میں تین تقاریر ہوئیں۔ مکرم خوشی محمد شاکر صاحب نے جہاد کی حقیقت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید کے مطابق اصل جہاد تو نفس کا جہاد ہے اور جہاد اکبر قرآن مجید کی تعلیمات کا پرچار کرنا ہے نہ کہ معصوم لوگوں کی جانیں لے کر اس کا نام جہاد رکھنا۔ مکرم ہارون جالو صاحب نے احباب کو اپنی تقریر میں اسلام میں بدعات کے آنے اور حضرت مسیح موعود کی آمد سے ان کے خاتمہ کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔

تیسرا دن۔ بروز اتوار

اختتامی اجلاس

یہ اجلاس 9:30 بجے صبح شروع ہوا۔ یہ اجلاس مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سیرالیون کی صدارت میں شروع ہوا۔

مسٹر اے ٹی جالو صاحب نے خلافت کی برکات کے حوالے سے نہایت موثر تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ آج جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جو خلیفہ رکھتی ہے اور اسی خلافت کی برکت سے ہی جماعت آج ترقیات کی منازل طے کر رہی ہے۔

اختتامی خطاب مرکزی نمائندہ مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب نے کیا۔ آپ نے رسول مقبول ﷺ کی سیرت کے بارے میں نہایت پیارے انداز میں روشنی ڈالی اور سب کو رسول پاک ﷺ کے پاک اسوہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

اختتامی خطاب کے بعد مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب سیرالیون نے سب شاملین کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے تبلیغ، تعاون، جماعتی تعلیمات کے مطابق عمل اور سکولوں میں قرآنی تعلیمات کو فروغ دینے والے ریجن کے لئے ٹرافی کا اعلان کیا جو کہ مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب نے ریجنل صدر صاحب اور مکرم عقیل احمد صاحب ریجنل مشنری میامبا ریجن کو دی۔

آخر پر مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب سیرالیون نے جلسہ کی شاندار کامیابی پر سب احباب جماعت کو مبارک باد دی۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ یہ تین دن کا بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

حاضری جلسہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضری بڑھنے کا جو سلسلہ گزشتہ سال شروع ہوا تھا وہ امسال بھی جاری رہا۔

دو سال قبل جلسہ سالانہ کی حاضری 2800 کے لگ بھگ تھی جبکہ گزشتہ سال جلسہ سالانہ کی حاضری 11000 تھی امسال خدا کے فضل سے یہ حاضری محتاط اندازے کے مطابق 12300 سے زائد رہی جو کہ سیرالیون کے سب گذشتہ جلسہ ہائے سالانہ سے زیادہ ہے۔

جبکہ میڈیا کی رپورٹ کے مطابق جلسہ کی حاضری 15000 رہی ہے۔ جلسہ میں کل 13 ریجنز کی 351 جماعتوں نے شرکت کی۔

جلسہ کی سب سے بڑی بات **نومبائعین** کی شمولیت ہے خدا کے فضل سے دو ہزار سے زائد نومبائعین نے جلسہ میں شرکت کی۔ اس جلسہ میں بہت بڑی تعداد میں غیر احمدی افراد نے بھی شرکت کی جن میں 250 سے زائد امام تھے اور سب نہایت اچھا تاثر لے کر گئے۔ کئی ایک نے بیعت بھی کی۔

اجلاس لجنہ اماء اللہ

دوسرے دن کے دوسرے اجلاس میں خواتین اور مردوں کے الگ الگ اجلاسات ہوئے۔ خواتین کے اجلاس کی صدارت مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب نے کی۔ تلاوت عزیزہ وردہ رحمٰن نے پیش کی اور مسز رضوان احمد افضل نے بدرگاہ ذیشان نظم پیش کی۔ مقررات میں سسٹر سیف اللہ موجے صدر لجنہ سیرالیون نے اپنے خطاب میں اسلام کی عورت کو عطا کردہ عزت اور احترام کا ذکر کیا اور بتایا کے یورپ جو یہ کہتا ہے کہ اسلام نے عورت کو قید کر دیا ہے بالکل غلط ہے۔ اسلام نے تو عورت کی حفاظت کا انتظام کیا ہے اور اسے عزت اور احترام دیا ہے۔ اسی طرح مقررات نے اسلامی لباس اور عورتوں کی قربانیوں کے بارے میں بھی خطاب کئے۔ مکرم امیر صاحب کے مختصر خطاب کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

گنی کناکری سے وفد کی شمولیت

جلسہ میں شمولیت کے لئے گنی کناکری سے 6 افراد کا ایک وفد مکرم طاہر محمود عابد صاحب مبلغ سلسلہ گنی کناکری کی قیادت میں آیا۔

مجلس سوال وجواب

ہفتہ کی شب بعد از نماز مغرب وعشاء سوال وجواب کی مجلس کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح ایک مختصر خطاب بھی ہوا۔

بیعتیں

جلسہ میں شمولیت کی بدولت 260 افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ اسی طرح بہت سے لوگ مزید بیعت کر رہے ہیں اور جماعت کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

میڈیا کوریج

جلسہ کے آغاز سے قبل ریڈیو کے ذریعہ جلسہ کے پروگرام کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کیا جاتا رہا۔ تمام ریجنز میں اس سلسلہ میں ریڈیو پر اعلانات کا سلسلہ جلسہ کے آغاز تک جاری رہا۔

جلسہ کے پہلے دن کی کارروائی ریڈیو کے ذریعہ سارے ملک میں 7 ریڈیو سٹیشنز پر براہ راست نشر ہوئی، جبکہ اسی شام مقامی ٹیلی ویژن پر ساری کارروائی دکھائی گئی۔ جلسہ کے بعد بھی سارے ملک میں مختلف ریجنز کے ریڈیو سٹیشنز پر کئی بار جلسہ کی کارروائی نشر ہو چکی ہے۔ اسی طرح ٹیلی ویژن پر بھی یہ پروگرام کئی دفعہ نشر ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ ایک ڈاکومنٹری پروگرام بھی دکھایا گیا ہے جس کے لئے ٹی وی والوں نے ہمارے ہیڈکوارٹر آ کر مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کا ایک انٹرویو ریکارڈ کیا جس میں جماعت کے بارے میں سوالات کئے گئے اور پھر جلسہ کی ویڈیو پیش کی گئی۔ اسی طرح اخبارات نے بھی تصاویر کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کو شائع کیا۔

بک سٹال

جلسہ کے موقع پر بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جہاں جماعتی کتب رکھی گئی تھیں۔ اسی طرح امسال شائع ہونے والا جماعت احمدیہ سیرالیون کا کیلنڈر بھی رکھا گیا تھا جس میں سب خلفاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر شائع کی گئی ہے۔ لوگوں نے اس میں بھی دلچسپی کا اظہار کیا۔

سرخ کتاب کی تیاری

اس دفعہ امیر صاحب کے ارشاد کے مطابق جلسہ کے اگلے روز اگلے جلسہ کی تیاری کا آغاز کر دیا گیا۔ اس مقصد کے لئے ایک میٹنگ جلسہ کے آخری روز رات کو بلوائی گئی جس میں جلسہ کے دوران ہونے والی غلطیوں کے بارے میں غور کیا گیا اور اس بارے میں بہتری کے لئے تجاویز لکھ کر دینے کی تلقین کی گئی تا کہ آئندہ سال ان غلطیوں سے بچا جا سکے۔

تاثرات

جلسہ میں شامل ہونے والے ایک ریڈیو کے نمائندے نے کہا کہ وہ اس سے قبل ایک دوسرے مسلمان فرقے کے ایک پروگرام سے ہو کر آیا ہے جہاں حاضری 200 کے لگ بھگ تھی اس کا خیال تھا کہ احمدیہ کا جلسہ زیادہ سے زیادہ 500 افراد کا ہوگا مگر جب وہ جلسہ میں آیا تو حیران رہ گیا کہ اتنی بڑی تعداد میں تو سیرالیون میں کبھی بھی لوگ اکٹھے نہیں ہوئے۔ اور اتنا بڑا اجتماع اور اتنا اچھا ڈسپلن اس نے کبھی نہیں دیکھا۔ اسی طرح ایک مربی صاحب نے بتایا ہے کہ ایک قبائلی سردار صاحب نے جلسہ سے واپسی پر کہا کہ اس جلسہ کے بعد بہت سارے لوگ احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔

میامبا ریجن کے ریجنل مشنری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے ریجن کے 2 دوست جو کہ جلسہ پر جانے سے قبل بیمار تھے اور سفر سے گھبرا رہے تھے لیکن بابرکت جلسہ میں شامل ہونے کے لئے چل دئے۔ اللہ کے فضل سے جلسہ کے دوران بھی اور اب بھی بیماری کا نام ونشان نہیں۔

ایک دوست کہتے ہیں کہ وہ جب جلسہ سے واپس آئے تو ان کا بچہ بیمار تھا انہوں نے دعا کی اور جلسہ کی برکت سے ان کا بچہ بغیر کوئی پیسہ خرچ کئے صحتیاب ہو گیا۔

جلسہ میں شامل ہونے والے ایک عیسائی دوست کہتے ہیں کہ جو اتحاد اور پیار ہم نے احمدیوں میں دیکھا ہے دنیا کی کسی قوم میں نہیں اور کہا کہ وہ بھی احمدی ہونے کی کوشش کریں گے۔

ایک خاتون نے کہا کہ دو یا تین خواتین کا اکٹھے رہنا بہت مشکل ہوتا ہے مگر احمدیت کی برکت سے ہزاروں عورتیں ایک ہی جگہ پیار اور محبت سے رہ رہی تھیں۔

بہت سے لوگ جلسہ کے دوران ہونے والی نماز تہجد کے نظاروں کو بار بار یاد کرتے ہیں۔ اور بار بار اللہ کی حمد کے گیت گاتے ہیں کہ اس نے انہیں جلسہ میں شمولیت کا موقع عطا فرمایا۔

ہمارے پاکستانی ٹیچر جو کہ BO احمدیہ سیکنڈری سکول میں پڑھاتے ہیں جلسہ کے بعد علاج کی غرض سے ایک ڈاکٹر کے پاس گئے تو اس نے علاج کے پیسے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس نے ریڈیو پر جلسہ کے بارے میں سنا ہے۔ آپ کی جماعت نے ہماری بہت خدمت کی ہے میں آپ سے پیسے نہیں لوں گا۔

صدر مملکت نے اپنی تقریر کے پہلے فقرے میں ہی پچھلے سال کے جلسہ کو نہایت اچھے لفظوں میں یاد کیا اور اس یاد کو ایک بنیادی وجہ دوبارہ آنے کی بتایا۔

اسی طرح اور کئی غیر احمدیوں نے اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا کہ جلسہ کو دیکھنے کے بعد وہ جماعت کے نظم وضبط کے قائل ہو گئے ہیں۔ احمدی احباب ایک دوسرے سے ملتے جلسہ کی ہی باتیں کرتے ہیں اور جلسہ کو یاد کر کے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

حکومتی سطح پر اور عوام میں بھی جلسہ کے بعد جماعت کے وقار میں ایک خاص رنگ آ گیا ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو اسی طرح کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے اور جلسہ کی کامیابی کے لئے کام کرنے والے تمام احباب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

watch MTA live

audio and video broadcast

Weekly sermons in Urdu / English

Questions & Answers and much much more

Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa

Visit our official website

www.alislam.org

احمدی احباب کے لئے خوشخبری

آپ کا اپنا پُر اعتماد ادارہ

سستی ٹکٹوں کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

محمود شریف ۔ مودود احمد

PEACE TRAVEL

384 A Brigstock Road - Thorton Heath - Croyden

Tel:020 8684 8889 Mob: 07723603716

واقعہ صلیب سے زندہ بچنے کے بعد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہِ ہمالیہ میں آئے تھے

جرمن ٹیلی ویژن ZDF کی ویڈیو فلم "Jesus Im Himalaja"

(عیسیٰ کوہ ہمالیہ میں) کی جرمن کمنٹری کا اردو خلاصہ

(جرمن کمنٹری سے اردو تلخیص و تحریر: مظفر محمود احمد ۔ جرمنی)

(قبل ازیں ماہ مئی ۲۰۰۵ء میں جرمن ٹیلیویژن RTL.2 کی قبر عیسیٰ کی بابت ایک ویڈیو فلم کی جرمن کمنٹری کا اردو ترجمہ خلاصہ پیش کیا گیا تھا اس فلم کا عنوان تھا۔ ''عیسیٰ کی فائل'') اب قبر عیسیٰ پر انگریزی زبان میں تیار ہونے والی اس ویڈیو فلم کا جرمن زبان میں ترجمہ کر کے اسے جرمن ٹیلی ویژن پر پیش کیا گیا ہے اور جرمن زبان میں اس ویڈیو فلم کا عنوان ہے'' Jesus Im Himalaja''یعنی'' حضرت عیسیٰ کوہِ ہمالیہ میں'' اور اس کا انٹرنیٹ کا پتہ ہے www.Zdf.de۔

یہ ویڈیو فلم معاشرتی علوم کے ماہر امریکن Dr.Jeff Salz اور کشمیر میں تاریخ کے پروفیسر فدا حسنین کی تیار کردہ ہے۔ اس ویڈیو فلم کا دورانیہ 41 منٹ ہے امریکن محقق نے اس سلسلہ میں ہندوستان پرانی دہلی سے کوہ ہمالیہ تک کا سفر کیا۔

پروفیسر فدا حسنین کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ کی قبر سری نگر کشمیر ہندوستان کے پرانے قبرستان کی نچلی سطح والے حصہ میں ایک مقبرہ موجود ہے اس قبر میں حضرت عیسیٰ کو یہودی طریق کے مطابق شرقاً غرباً دفنا دیا گیا ہے جبکہ اس قبر کے ساتھ والی دوسری مسلمان قبر کا سر اور پاؤں کا رخ شمالاً جنوباً ہے۔ اور آثار قدیمہ پر تحقیق کے علم کے لحاظ سے یہ قبر پہلی صدی عیسوی کی بنی ہوئی ہے۔

پروفیسر فدا حسنین کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس قبر کو سن 1975ء میں دیکھا جب وہ کشمیر میں سرکاری ملازم تھے، انہوں نے اس مقبرہ میں جا کر حضرت عیسیٰ کی اس قبر کو اپنے ساتھی ملازموں کے ساتھ غسل دیا۔ اور قبر کو غسل دیتے ہوئے یہ عجیب بات سامنے آئی کہ اس قبر کے ساتھ مٹی کی ایک سل پر حضرت عیسیٰ کے دونوں پاؤں کے نشانات کو بھی محفوظ کیا گیا ہے اور ان نشانات میں حضرت عیسیٰ کے واقعہ صلیب کے دوران پاؤں میں ٹھونکے جانے والے کیلوں کے زخموں کے باقی ماندہ نشان واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاؤں کے یہ نشان کچی مٹی کی تہہ پر لگا کر بعد میں اس سل کو پکایا گیا ہے)

پروفیسر فدا حسنین کا کہنا ہے کہ واقعہ صلیب پر تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب سے زندہ اتارا گیا تھا اور واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ نے ہندوستان آ کر لمبی عمر پائی اور کشمیر میں طبعی وفات پائی اور کشمیر میں دفن ہوئے۔

معاشرتی علوم کے ماہر امریکن ڈاکٹر Dr. Jeff salz (جو کہ کیلی فورنیا امریکہ سے اس علاقہ میں قبر عیسیٰ کی تحقیق کرنے آئے تھے) کا کہنا ہے کہ کوہ ہمالیہ میں وادی تبت اور وادی لداخ اور کشمیر کے علاقہ میں تحقیق کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب سے زندہ بچنے کے بعد ہندوستان میں آئے تھے۔ وادی لداخ کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یروشلم اور وادی لداخ کے لوگوں کے آپس میں گہرے تعلقات چوتھی صدی قبل مسیح سے بھی پہلے کے تھے۔ نیز کوہ ہمالیہ میں وادی تبت اور وادی لداخ میں موجودہ بدھ مذہب کی مذہبی عبادت گاہوں سے ملحقہ بدھ مذہب کی لائبریریوں میں محفوظ پرانی بدھ مذہبی کتب اور روایات میں ابھی تک یہ تحریرات محفوظ ہیں کہ حجرت عیسیٰ واقعہ صلیب کے بعد اس علاقہ میں آئے تھے چنانچہ وادی تبت میں ایک جگہ جو کہ سطح سمندر سے 5600 میٹر اونچی ہے۔

(Jai Khardungla Baba Norld"s highest temple ALT:18380FT)

(اس Khardungla کا اردو ترجمہ ہے پھولوں کا باغ) یہاں پہنچ کر Dr. Jeff نے ایک بدھ عبادت گاہ میں جا کر بدھ عبادت ''پوجا'' میں شرکت کی اور پوجا کے بعف ایک بدھ عالم دین بدھ لامہ، نے اپنی بدھ لائبریری میں کپڑے میں لپٹی ہوئی محفوظ ایک تحریر پڑھ کر سنائی جس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ واقعہ صلیب کے بعد اس علاقہ میں آئے تھے اور ان کا نام عیسیٰ لکھا گیا ہے اور وہ اپنے آپ کو خدا کا نبی کہتے تھے اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی طرف بلاتے تھے اور وہ لوگوں کو گناہ سے پاک کرنے کی تعلیم دیتے تھے اور عیسیٰ کا مقام ہمارے بدھ مذہب میں حضرت بدھ کے بعد آنے والے سب'' دلائی لامہ'' میں سب سے بڑا مقام ہے اور وہ عیسیٰ لوگوں کو محبت سے رہنے کی تعلیم دیتے تھے اور عیسائیوں اور بدھوں کو آپس میں پیار کی تعلیم دے کر گئے۔

اس بدھ عالمِ دین'' لامہ'' نے بتایا کہ یہ چونکہ ہماری مقدس مذہبی تحریرات ہیں اسلئے حفاظتی نقطہ نظر سے ہمیں ہر ایک شخص کو ان کے دکھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس بدھ عالم نے کہا کہ میرے خیال میں حضرت عیسیٰ کی ہندوستان آمد کے سلسلہ میں زیادہ تفصیلی روایات "Lhasa'' شہر کی بدھ عبادت خانہ کی بدھ لائبریری میں زیادہ تفصیل سے پائی جاتی ہیں

امریکن محقق ڈاکٹر Dr. Jeff کا کہنا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ آج لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود اس وقت سے لے کر آج تک وادی تبت اور لداخ کے اس علاقہ میں آج بھی بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کے ماننے والے اپنی عبادت کے دوران مشترکہ طور پر ایک دانے دار تسبیح کا استعمال کرتے ہیں جس کے ۱۰۸ دانے ہوتے ہیں اور ۱۰۸ کا عدد بدھ مذہب میں بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

وادی تبت اور وادی لداخ میں عام لوگوں اور بدھ مذہب کے مذہبی علماء، لامہ، نے اپنے انٹرویوز میں Dr Jeff کو بتایا کہ ہمارے ہاں سینہ بسینہ یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ واقعہ صلیب کے بعد اس علاقہ میں آئے تھے (وادی لداخ کے گاؤں سنسکار کے بدھ لوگوں اور گاؤں Himis Gompa کے بدھ عبادت خانہ کے ایک بدھ عالم دین'' لامہ'' نے اس مشہور روایت کی تصدیق کی ہے)

کہ حضرت عیسیٰ ہندوستان آ کر اپنے آپ کو خدا کا نبی کہتے تھے اور وہ اپنے آپ کو مسیح کہتے تھے اور مسیح کا مطلب ہے سفر کرنے والا۔

اس نبی اور حضرت گوتم بدھ کی محبت کی تعلیم بہت ملتی تھی۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے اس نبی اور یروشلم میں یہود میں آنے والے نبی حضرت عیسیٰ کا زمانہ اور دونوں کے حالات ایک جیسے تھے دراصل یہ حضرت عیسیٰ ہی تھے جو صلیب سے زندہ بچ کر ہندوستان آ گئے تھے لیکن عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ کے واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان میں عزت سے گزاری جانے والی زندگی کا علم نہیں، مگر محققین کے نزدیک واقعہ صلیب سے زندہ بچنے کے بعد کوہ ہمالیہ کے علاقہ میں حضرت عیسیٰ کی زندگی ایک ثابت شدہ امر ہے۔

وادی لداخ کی کچی پہاڑیوں کے ریت کے ٹیلوں پر غیر ملکی سیاحوں کو دو کہانوں والے اونٹوں پر سیر کرانے والے ایک نوجوان شتربان نے ڈاکٹر جیف کو ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ مجھے معلوم ہے کہ کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی موجودگی کی بات تو مشہور ہے لیکن ہمارے ہاں لداخی بزرگوں میں اب چار نسلوں سے یہ روایت سینہ بہ سینہ مشہور چلی آ رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ وادی لداخ میں آئے تھے۔

ڈاکٹر جیف کا کہنا ہے کہ وادی لداخ میں واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ کی آمد کا ذکر ہندو مذہب کے لٹریچر میں بھی ملتا ہے چنانچہ ہندو مذہب کی ویدکی تفسیر کی کتاب، براھمنا، بھوشیہ، پرانا، جو کہ دوسری عیسوی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس پرانا میں لکھا ہوا ہے کہ آج سے ایک سو سال قبل مغربی ملک سے ایک بھورے بالوں والا، گورے رنگ کا ایک نوجوان شخص اس ملک میں آیا تھا اور اس نے اس ملک کے بادشاہ (مہاراجہ) سے بھی ملاقات کی تھی اور اس کے ملک کے لوگ اسے اپنے خدا کا بیٹا کہنے کی وجہ سے اس کے خلاف ہو گئے تھے اور اس وجہ سے انہوں نے اس کے خلاف فتویٰ دیا تھا اور اس کا نام عیسیٰ تھا اور پھر وہ اس ملک میں آ گیا تھا۔ ہندو لٹریچر کی دوسری صدی عیسوی کی اس'' بھوش براہمنا پرانا'' کی کتاب سے صاف گواہی ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ واقعہ صلیب سے زندہ بچ جانے کے بعد ہندوستان میں آئے تھے جس کا مطلب بنتا ہے "Jesus In India"

Dr.Salz نے وادی لداخ کے ایک تاریخ دان Mr. Abdul Banachek کا انٹرویو لیا تو Mr. Abdul Banachek نے تاریخی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کی تصدیق کی کہ حضرت عیسیٰ واقعہ صلیب کے بعد زندہ بچ گئے تھے۔ اور یروشلم سے ہجرت کر کے کشمیر آ گئے تھے۔ اور لمبی عمر پانے کے بعد کشمیر میں طبعی موت سے فوت ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں اس علاقہ میں ایک تاریخی ثبوت یہ ہے کہ ماہ اکتوبر سن ۱۸۸۷ عیسوی میں روس کے شہر Saint Peterburg سے ایک روسی اخبار نویس Nikoly Notowich سیاحت کرتے ہوئے وادی لداخ میں آیا تھا۔ (اور اس سیاحت کے دوران گھوڑے کے ایک حادثے میں اس روسی سیاح کی ٹانگ بھی ٹوٹ گئی تھی۔) اس روسی سیاح نے کشمیر میں اپنی موجودگی کے دوران کسی بدھ عالم سے سنا کہ بدھ مذہب کی مذہبی کتب میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ بدھوں میں حضرت بدھ کے بعد بدھا کا بیٹا عیسیٰ (jesus) کے نام سے اس علاقہ میں آیا تھا اور وہ خدا کا عظیم نبی تھا اور وہ بالآخر کشمیر میں فوت ہوا اور لداخ اور تبت کی وادی میں بدھ مذہب کی مذہبی کتب میں اس روایت کا ذکر ملتا ہیہ بات سن کر اس روسی سیاح Notowich نے اپنی دلچسپی کی خاطر کشمیر سے وادی لداخ اور وادی تبت کی تحقیق کے لئے سفر کیا۔ اور اس سفر کے دوران اس روسی سیاح نے قبرِ عیسیٰ پر تحقیقی شہادتوں کو اکھٹا کیا تھا جو اسے کشمیر، لداخ اور تبت میں بدھ مذہب کے دینی علماء "Lamas" نے اپنی بدھ مذہبی عبادت گاہوں (Kloster) سے ملحقہ بدھ مذہبی کتب کی لائبریری میں سے اسے دکھائی تھیں۔ اس روسی سیاح Notowich نے وادی لداخ کے دارالحکومت Leh شہر میں اپنی موجودگی کے دوران لکھا کہ حضرت عیسیٰ صلیب سے زندہ بچ جانے کے بعد ہندوستان میں آئے تھے۔ اور کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی موجودگی کا ذکر کیا تھا اور اس نے اپنی یہ تحریر وادی لداخ کے مرکزی شہر Leh کی مرکزی سرکاری لائبریری میں دے دی تھی۔ Mr. Abdul Banachek نے کہا کہ بعد میں سن ۱۸۹۴ء میں اس روسی سیاح کی تحریر وادی لداخ کے اس علاقہ میں لوگوں میں کافی مشہور ہو گئی تھی۔ اور اس بات سے یہاں عیسائی چرچ کو بہت دھکا لگا تھا۔ (وادی لداخ میں سن ۱۸۸۵ عیسوی میں انگریزوں کی مدد سے مغربی عیسائی طرز کا عیسائی چرچ قائم ہوا تھا۔)

Dr. Jeff Salz امریکن محقق نے قبر عیسیٰ پر اپنی اس تحقیقی ویڈیو فلم میں اس راستے کو اختیار کیا ہے جس راستے پر اس روسی سیاح Notowich نے سفر کیا تھا اور اس سفر کے دوران وادی لداخ میں ایک تاریخ دان Mr. Abdul Banachek سے بھی انٹرویو لیا تو Mr. Abdul Banachek نے بھی مذکورہ روسی سیاح Notowich کے اس مذکورہ بیان والے حصہ کی تصدیق کی اور مزید بتایا کہ سن ۱۸۹۴ء کے ۲۰ سال بعد اس روسی سیاح Notowich کی تحریر کا کسی انڈین نے ترجمہ بھی کیا تھا اور لداخ میں Leh شہر کی اس مرکزی لائبریری سے غائب ہو گئی تھی جو حضرت عیسیٰ کی واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان کی طرف ہجرت کا کھلا کھلا ثبوت تھا۔

Dr.jeff نے جب Mr. Abdul Banachek سے پوچھا کہ Leh شہر کی لائبریری سے روسی اخبار نویس کی یہ مذکورہ تحریر کسی نے چوری کی ہو گی تو Mr. Banachek نے Dr. Jeff کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا کہ ۱۹۳۰ء میں یہ علاقہ برٹش کالونی تھا۔ اور Leh شہر کی سرکاری مرکزی لائبریری برٹش حکومت کے سرکاری ملازمین کے سپرد تھی ہو سکتا ہے کسی برٹش ملازم نے اس تحریر کو اپنے عیسائی عقیدہ کے خلاف پا کر لائبریری سے چوری کر لیا ہو۔ یا پھر کسی عیسائی مشنری نے اس تحریر کو اپنے عیسائی عقیدہ کے خلاف پا کر لائبریری سے چوری کر کے اٹلی میں اپنے عیسائی مرکز ویکن سٹی میں پہنچا دیا ہو۔ بہر حال یہ ایک حساس موضوع ہے یا ہو سکتا ہے یہ قیمتی تحریر اس علاقہ ہی میں کسی شخص کے پاس ہو اور

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: دورہ سنگاپور از صفحہ نمبر 2

سلام کہنا کیونکہ وہی اللہ کا پہلوان ہے جو اس اندھیرے زمانے اور مادیت کے دور میں جب دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھلا بیٹھی ہوگی آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے مطابق خدا سے ملائے گا تا کہ تم اپنے مقصد پیدائش کو پہچان سکو۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق اور خدا کے پہلوان کو پہچانا اور مانا اور اس مسیح ومہدی کی جماعت میں شامل ہوئے۔ لیکن ہمارا اس جماعت میں شامل ہونا، ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا اس صورت میں فائدہ دے گا جب ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اپنے پیدا کرنے والے خدا جو بے حد مہربان اور رحمان و رحیم خدا ہے کے آگے جھکنے والے بنیں گے۔ اس کی عبادت سے غافل نہیں ہوں گے۔ دنیا کی مادی روشنی، یہ چکا چوند دنیا کی توجہ کھینچنے والی چیزیں ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا پس ایک احمدی کو احمدیت قبول کرنے کے بعد ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارنی چاہئے کہ کہیں کسی حکم کی نافرمانی نہ ہو جائے۔ اب مثلاً ایک حکم ہے حیا کا، عورت کو خاص طور پر پردے کا حکم ہے۔ مردوں کو بھی حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں، حیا دکھائیں۔ عورت کے لئے اس لئے بھی پردے کا حکم ہے کہ معاشرے کی نظروں سے بھی محفوظ رہے اور اس کی حیا بھی قائم رہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل کی دنیا میں، معاشرے میں، ہر جگہ ہر ملک میں بہت زیادہ کھل ہوگئی ہے۔ عورت مرد کو حدود کا احساس مٹ گیا ہے۔ (Mix Gatherings) ہوتی ہیں یا مغرب کی نقل میں بدن پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں ہوتا، یہ ساری اس زمانے کی ایسی بے ہودگیاں ہیں جو ہر ملک میں ہر معاشرے میں راہ پا رہی ہیں۔ یہی حیا کی کمی آہستہ آہستہ پھر مکمل طور پر انسان کے دل سے، کچے مسلمان کے دل سے، حیا کا احساس ختم کر دیتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے ایک چھوٹے سے حکم کو چھوڑتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ حجاب ختم ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر بڑے حکموں سے بھی دوری ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی دوری ہو جاتی ہے۔ اور پھر انسان اسی طرح آخر کار اپنے مقصد پیدائش کو بھلا بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں خاص طور پر نوجوان نسل کو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ہر وقت دل میں یہ احساس رکھنا چاہئے کہ ہم اس شخص کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق بندے کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بن کر آیا تھا۔ پس اگر اُس سے منسوب ہونا ہے تو پھر اُس کی تعلیم پر بھی عمل کرنا ہوگا اور وہ تعلیم ہے کہ قرآن کریم کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی تعمیل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ اس پر عمل کرنے والا بن جائے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میری عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو اس وقت اپنے فرشتے نازل کرتا ہے اور جھوٹے اور سچے مسلمان میں فرق کر کے دکھا دیتا ہے۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ سچا مسلمان بنے۔

حضور نے فرمایا: یہ جو اللہ تعالیٰ نے نعمتیں دنیا میں پیدا کی ہیں ان سے فائدہ اٹھانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ یہ سب اس زمانے کی ایجادیں یہ مسیح محمدی کی آمد کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں۔ قرآن کریم بھی اس زمانے کی ایجادوں کی گواہی دیتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ یہ ہوں گی۔ اور حدیثوں میں بھی اس زمانے کی ایجادوں کی پیشگوئی کی گئی ہے لیکن ایک احمدی کو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ تقویٰ اختیار کرے اور صرف اور صرف دنیاوی مادی چیزوں کے پیچھے ہی نہ پڑا رہے۔ ورنہ اگر ایک احمدی، احمدی ہونے کے بعد تقویٰ اختیار نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ایسے احمدی ہونے کا کیا فائدہ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لی اور غیروں کی دشمنی بھی مول لی۔

حضور انور نے فرمایا: پس مَیں دوبارہ کہتا ہوں کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اور آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا۔ آپ میں سے کئی لوگوں کو احمدیت اپنے ماں باپ سے وراثت میں ملی ہے۔ اس لئے شاید یہ احساس نہ ہو کہ ان لوگوں نے جنہوں نے شروع میں احمدیت قبول کی تھی کتنی قربانیاں دی ہیں۔ اسی طرح ہمارے ابتدائی مبلغ نے بھی بہت قربانیاں دیں۔ یہاں احمدیت آج سے تقریباً 70-71 سال پہلے آئی ہے اور شروع میں آنے والے مبلغ حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز تھے اور شروع کے احمدیوں میں جو تاریخ میں ملتے ہیں ایک حاجی جعفر صاحب تھے اور بہت سارے احمدیوں کے نام ہیں ان لوگوں نے شروع میں بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ماریں بھی کھائیں اور دشمنوں اور مخالفین کے مارنے کی وجہ سے کئی کئی دن ان کو ہسپتال میں رہنا پڑا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی قربانیوں اور دعاؤں کے طفیل آج آپ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی اپنے پر دیکھ رہے ہیں اور یہ جو خوبصورت مسجد اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے یہ بھی انہیں قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس زمانے کی دعاؤں اور قربانیوں کے پھل بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا۔ تو یہ قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں اور ہمیشہ پھل لاتی ہیں۔ جس طرح گزشتہ قربانیوں کو پھل لگے ہیں آج کی قربانیوں کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ پھل لگیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج بھی دنیائے احمدیت میں قربانیوں کی روح قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو انشاء اللہ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یہاں کے ہمسایہ ملکوں میں احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے احمدیوں کو انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ گزشتہ تقریباً ایک سال سے انڈونیشیا میں احمدیوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک ہو رہا ہے۔ احمدی انتہائی ثابت قدمی سے احمدیت پر قائم ہیں۔ ہم ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں لیتے اور ایسے ظلموں پر ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں اور ہمیشہ جھکتے رہیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: یہاں اِس وقت بہت سے انڈونیشین بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر انڈونیشین اس بات کا گواہ ہے کہ ابتلاء اور امتحان ان کے جذبۂ ایمان میں کوئی لغزش نہیں لا سکے بلکہ ایمان میں مضبوطی کا باعث بنے ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں اپنے انڈونیشین بہن بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اپنی قوم کے احمدیوں کو تسلی دیں کہ صبر کریں اور صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ احمدیت کا ایک طُرّہ امتیاز ہے کہ وہ کبھی ظلم کا بدلہ لینے کے لئے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا۔ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو ایسی سختی کے، ظلم کے موقعوں پر خدا کے آگے جھکتے ہیں۔ اُس خدا کے آگے جس نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اُس خدا کے آگے جس نے کہا کہ میرے سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ پس اس سے مدد مانگیں، انشاء اللہ وہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، کبھی ضائع نہیں کرے گا، کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یاد رکھیں آپ اکیلے نہیں ساری دنیا کی جماعت احمدیہ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ عارضی ابتلاء ہے انشاء اللہ گزر جائے گا۔ یہ ابتلاء جو آیا ہے یہ جماعت کی ترقی کیلئے آیا ہے۔

حضور نے فرمایا: یاد رکھیں کہ جب آپ نے اس زمانے کے مسیح ومہدی کو مان لیا تو خدا تعالیٰ کبھی آپ کی جماعت کو ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کے ساتھ ہے۔ آپ اس مسیح ومہدی کے ماننے والے ہیں جس نے مخالفین کو ان الفاظ میں مخاطب کر کے چیلنج دیا ہے:

"اے نادانو! اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو مَیں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلّت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ مَیں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اس کے ساتھ، وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ہا ابتلا ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پیش کرنے کے بعد حضور انور نے فرمایا: آج ہم اس کے عینی شاہد ہیں کہ باوجود سو سال کی کوششوں کے یہ سب مخالفت کی آندھیاں احمدیت کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں اور بگاڑ بھی نہیں سکتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا آپ کی جماعت کی ترقی اور قیامت تک دوسروں پر غلبے کا وعدہ ہے۔ اس لئے مجھے اس بات کی تو فکر نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو کوئی دنیاوی طاقت نقصان پہنچا سکے گی۔ فکر صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ خدا سے دُور جا کر کوئی احمدی اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کرے۔

اس لئے ہمیشہ ہر احمدی کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ کیا کسی سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا؟ پس ہمیں چاہئے کہ احمدی ہونے کے دعوے کے ساتھ ہم اپنے خدا سے سچی وفا کا تعلق جوڑیں اور جب ہمارا سچا تعلق خدا تعالیٰ سے ہوگا تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: یاد رکھیں کہ اسلام اور احمدیت کے محبت اور صلح کے پیغام کو بھی دنیا تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ کیونکہ آج دنیا کو خدا کے قریب لانے اور دنیا میں اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرتے ہوئے محبت اور بھائی چارے کا پیغام دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری ہم احمدیوں کے سپرد کی گئی ہے۔ پس جہاں یہ باتیں آپ خود یاد رکھیں وہاں اپنی اولادوں کے دلوں میں بھی اس کو اچھی طرح گاڑ دیں اور راسخ کر دیں۔ کیونکہ جماعتوں کی زندگیاں تبھی بنتی ہیں جب نسلوں میں بھی یہ نیکیاں قائم ہوتی چلی جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے آپ میں سے اکثر کے چہروں پر اخلاص و وفا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اخلاص و وفا بڑھاتا چلا جائے۔ وہ وفا جو آپ کو حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت احمدیہ سے ہے کبھی ختم نہ ہو بلکہ بڑھتی چلی جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر ہمیشہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھے۔ اور اس پیغام کو دنیا کے محروم طبقے، جنہوں نے ابھی تک احمدیت قبول نہیں کی، ان تک پہنچانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ خطبہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

جماعت سنگاپور کی مختصر تاریخ

آج کا دن جماعت احمدیہ سنگاپور کی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل دن تھا۔ سنگاپور کی سرزمین سے پہلی مرتبہ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوا اور آج سنگاپور بھی ان ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا جہاں سے MTA کی نشریات ہوئی ہیں۔

سنگاپور کا یہی ملک جہاں احمدیت کی آواز دبانے کے لئے مخالفین نے اپنا پورا زور لگایا اور جماعت کو مٹانے کے لئے ہر طریق اختیار کیا۔ یہاں کے ابتدائی مبلغ مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم کو مخالفین نے اپنی "مسجد سلطان" میں مار مار کر بیہوش کر دیا اور مسجد کی بلند کھڑکی سے نیچے سڑک پر پھینک دیا جس سے آپ کو مزید گہرے زخم آئے اور آپ نصف گھنٹہ تک بیہوش پڑے رہے۔ کسی احمدی نے پولیس کو اطلاع دی تو آپ کو وہاں سے بیہوشی کی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ پھر ایک بار مخالفین نے آپ کو چلتی بس سے دھکا دے کر نیچے گرا دیا جس سے آپ کو گہری چوٹیں آئیں۔

ابتدائی احمدیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھا گیا۔ لیکن مخالفین اپنی ان کوششوں میں ناکام و نامراد رہے اور ذلّت و رسوائی ان کے حصہ میں آئی اور جماعت کا پودا پھلتا پھولتا رہا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایک مضبوط اور فعال جماعت قائم ہے اور جماعت کو دو منزلہ خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔

سنگاپور کی یہی سرزمین جہاں سے احمدیت کو مٹانے کی کوششیں ہوئی تھیں۔ آج اسی سرزمین سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز اور احمدیت کی سچائی اور غالب آنے کا اعلان دنیا کے کونے کونے میں پہنچا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا سنگاپور کا یہ دورہ بہت سے نشانات کو لئے ہوئے ہے اور قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے نظر آتے ہیں۔

جماعت احمدیہ سنگاپور کے مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد

پروگرام کے مطابق پانچ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے مسجد طٰہٰ کے لئے روانہ ہوئے جہاں ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'مسجد طٰہٰ' سے ملحقہ احاطہ میں جماعت سنگاپور کے مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ پہلی اینٹ بنیاد میں نصب فرمائی۔ اس کے بعد علی الترتیب

درج ذیل احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

1۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سنگاپور 2۔ صدر مجلس انصاراللہ سنگاپور 3۔ صدر لجنہ اماءاللہ سنگاپور 4۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن 5۔ حسن بصری صاحب مبلغ انچارج سنگاپور۔

بعد ازاں واقفین نو بچوں کی نمائندگی میں عزیزہ Nadzirah قمرالدین اور عزیزم مبرور احمد ڈار کو اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد پانچ بج کر چالیس منٹ پر 'مسجد طٰہٰ' میں نیشنل مجالس عاملہ سنگاپور، ملائشیا، فلپائن، پاپوا نیوگنی، تھائی لینڈ اور کمبوڈیا کے عہدیداران کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ

حضور انور نے دعا کروائی اور سب سے پہلے نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور کے ساتھ میٹنگ کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے باری باری تمام عہدیداران سے تعارف حاصل کیا اور ان کے کام کا جائزہ لیا۔

حضور انور نے صدر صاحب سنگاپور سے دریافت فرمایا کہ یہاں جماعت کی تجنید کتنی ہے اور کیا یہاں ایک ہی جماعت ہے۔ احباب سے رابطے وغیرہ کس طرح کرتے ہیں۔ رابطہ کے لئے کیا تقسیم کار کی ہوئی ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مجلس عاملہ جائزہ لے کہ کس طرح پورے شہر کو دو تین حلقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ احمدیوں کی آبادی کے لحاظ سے حلقے بنائے جاسکتے ہیں اور ان حلقوں میں لوکل صدر اور ان کی عاملہ بنائی جا سکتی ہے۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مجلس عاملہ جائزہ لے کر رپورٹ بھجوائے۔

سیکرٹری مال سے حضور انور نے جماعت کے بجٹ، چندہ عام اور چندہ وصیت کا تفصیل سے جائزہ لیا۔ چندہ دہندگان کی تعداد اور احباب جماعت کے چندہ کے انفرادی معیار کا جائزہ لیا اور ہدایت دی کہ ابھی آپ کے چندہ کا معیار بہت زیادہ بڑھ سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: جہاں چندہ کا معیار بڑھائیں وہاں چندہ دہندگان کی تعداد بھی بڑھائیں۔ اس پہلو سے بہت کمی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت کے ممبرز میں یہ روح ڈالیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے والے ہوں۔ اگر وہ باشرح نہیں دے سکتے تو باقاعدہ اجازت لیں۔ اسی طرح جو لوگ چندہ ادا نہیں کر سکتے وہ بھی باقاعدہ اجازت لیں اور یہ سب امور آپ کے ریکارڈ میں ہونے چاہئیں۔

سیکرٹری امور خارجہ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ یہاں کی پارلیمنٹ کے کتنے ممبران ہیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جہاں حکومتی ممبران سے آپ کے رابطے ہیں وہاں اپوزیشن ممبران سے بھی رابطہ اور تعلق ہونا چاہئے۔ حضور نے فرمایا ہم نے ہر ایک سے رابطہ کرنا ہے اور ہر ایک سے اچھا تعلق رکھنا ہے اور پیغام پہنچانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم کوئی سیاسی جماعت نہیں ہیں اس لئے سب سے اچھے رابطے ہونے چاہئیں۔ ان لوگوں سے رابطہ کریں اور انہیں تبلیغ کریں، پیغام پہنچائیں۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان لوگوں میں سے کون سچائی پر ہے اور کون آپ میں شامل ہو جائے۔ اس لئے ہر ایک سے رابطہ کریں۔

حضور نے فرمایا: اس طرح ماحول میں رہیں کہ ہر ایک سے رابطہ اور تعلق ہو۔ اور یہی ہمارا مقصد ہے۔ ہم نے ہر ایک کو پیغام پہنچانا ہے۔

سیکرٹری صنعت و تجارت کا عہدہ بھی امور خارجہ کے پاس تھا۔ حضور انور نے فرمایا یہ عہدہ شعبہ امور عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔

سیکرٹری تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس سال کا تبلیغ کا کیا پروگرام ہے، کیا پلاننگ کی ہوئی ہے؟

فرمایا: اپنے ذاتی رابطے اور تعلق بڑھائیں۔ احمدی احباب کو اس کام کے لئے آرگنائز کریں کہ وہ لوگوں سے ملیں اور تعلق بنائیں اور اس طرح آہستہ آہستہ پیغام پہنچانے کا ماحول بنائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ صرف خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس نے احمدیت میں داخل ہونا ہے۔ اس لئے ہر ایک سے رابطہ کریں اور ذاتی رابطے کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجلس عاملہ بیٹھے اور سوچے کہ ہم نے یہاں کے حالات میں کس طرح تبلیغ کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اپنے ہمسایوں سے رابطہ کریں۔ ان کو پتہ ہو کہ آپ احمدی ہیں۔ احمدیوں میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔ اس طرح ان کو بتائیں اور تعلق بڑھائیں۔

شعبہ اشاعت کے تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کی کتب کو مختلف بک سٹور پر رکھیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی ہدایت تھی۔ اس میں روک کیا ہے۔ حضور کو بتایا گیا کہ کتب کی قیمتیں زیادہ ہیں۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ قیمتیں کم کرلیں اور مجھ سے اجازت لے لیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب آپ کا کام ہے۔ مَیں نے آپ کو اجازت دے دی ہے کہ قیمت کم کریں۔ اب اس پر کام ہونا چاہئے اور جماعت کی کتب لوگوں تک پہنچنی چاہئیں۔

سیکرٹری صاحب جائیداد کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت آپ کے پاس صرف مسجد ہی جائیداد ہے۔ اب مشن ہاؤس بھی بنائیں۔

حضور انور نے سیکرٹری ضیافت سے شعبہ کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

سیکرٹری صاحب تعلیم کو حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی ذمہ داری ہے دینی و دنیوی تعلیم دونوں کی۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس تفصیل ہے کہ کتنے طالبعلم اس وقت یونیورسٹی، کالجز میں ہیں اور کتنے سکول جا رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: احمدی طلباء کو ہائر ایجوکیشن حاصل کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ جماعت کی لسٹ تیار کریں۔ آپ کی جماعت نمونہ بن سکتی ہے۔ آپ کا ملک چھوٹا ہے اور ہر ایک سے رابطہ آسان ہے اور آپ کے پاس وسائل بھی ہیں۔ اگر آپ محنت کریں تو باقی جماعتوں کے لئے نمونہ بن سکتے ہیں۔

ایڈیشنل سیکرٹری مال سے حضور نے دریافت فرمایا کہ آپ کے پاس کیا اضافی ذمہ داری ہے؟ جس پر انہوں نے بتایا کہ کمپیوٹر میں سارا حساب کتاب رکھ رہا ہوں۔

سیکرٹری صاحب وصایا کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ سال 2008ء تک چندہ ادا کرنے والوں کے پچاس فیصد کو نظام وصیت میں شامل کریں اور اس بارہ میں کوشش کریں اور مزید موصی بنائیں۔

سیکرٹری صاحب تربیت کو حضور انور نے فرمایا کہ جو احباب مسجد میں آتے ہیں ان کی تربیت کے لئے تو پروگرام ہوتے ہیں لیکن جو مسجد نہیں آتے، رابطہ نہیں کرتے، ان کی تربیت کے لئے کیا پروگرام ہوتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان کی تربیت کے لئے بھی پروگرام بنائیں۔ ایسے لوگ جن کے آباء واجداد احمدی تھے لیکن ان کی اولاد اب رابطہ میں نہیں ہے ان سے رابطے کریں اور ان کو مسجد لائیں اور پھر یہ رابطے مستقل رکھیں۔

نیشنل مجلس عاملہ ملائشیا کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ

نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور کے میٹنگ کے بعد نیشنل مجلس عاملہ ملائشیا کی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے باری باری تمام شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

نیشنل صدر جماعت ملائشیا نے عاملہ کے تمام ممبران کا تعارف کروایا۔

حضور نے جماعت کی تجنید اور جماعتوں کے تعداد اور ان کے آپس میں فاصلوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے وہاں کے جماعتی حالات کا تفصیل سے جائزہ لیا اور اس سلسلہ میں بعض انتظامی ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے نیشنل پریذیڈنٹ جماعت ملائشیا کو ہیومینٹی فرسٹ کی رجسٹریشن کروانے کے بارہ میں ہدایت فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا اس کا جائزہ لیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ کام ہوسکتا ہے۔

حضور نے مساجد کا بھی جائزہ لیا اور مبلغین اور معلمین کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا کہ کتنے ہیں اور کہاں کہاں کام کررہے ہیں اور ان کے سپرد کتنی کتنی جماعتیں ہیں۔ ایک علاقہ کے بارہ میں بتایا گیا کہ وہاں دس احمدی ہیں لیکن ابھی جماعت قائم نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا یہاں جماعت قائم کریں اور فرمایا جہاں تین احمدی ہیں وہاں جماعت قائم ہونی چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے جماعت قائم کرنی مشکل ہے تو ان لوگوں کا کسی قریبی جماعت سے رابطہ ہونا چاہئے۔ اور قریبی جماعت کے ساتھ ان کو شامل کرنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنرل سیکرٹری کو ہدایت فرمائی کہ سب جماعتوں سے باقاعدہ ہر ماہ رپورٹ لیا کریں۔ آپ کے پاس فیکس اور ای میل کی سہولتیں ہیں۔ آپ اپنی جماعتوں سے رپورٹ منگوا سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا:

اگر آپ جماعتوں سے رپورٹ حاصل نہیں کریں گے تو ان جماعتوں کی مساعی اور پراگرس کا کس طرح پتہ چلے گا۔

حضور انور نے فرمایا:

مبلغ انچارج کو Involve کریں۔ وہ جماعتوں کے صدران کو توجہ دلائیں کہ رپورٹس باقاعدگی سے بھجوایا کریں۔

سیکرٹری صاحب تبلیغ کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ وہاں کے مقامی حالات کے پیش نظر انفرادی اور ذاتی رابطے کریں اور تعلق بنائیں اور اپنے اپنے دائرے میں پیغام پہنچائیں۔

سیکرٹری صاحب زراعت سے حضور انور نے ان کے کام کے بارہ میں رپورٹ طلب فرمائی۔

سیکرٹری صاحب مال سے حضور انور نے جماعت کے بجٹ، چندہ دہندگان کی تعداد اور چندہ کے معیار کا جائزہ لیا اور ہدایت دی کہ اپنے چندوں کے معیار کو بڑھائیں اور چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کریں اور اپنا بجٹ تفصیل کے ساتھ بنائیں۔

شعبہ وصیت کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور نے موصیان کی تعداد بڑھانے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ موصیان کی جو موجودہ تعداد ہے اس کو کم از کم ایک سو پچیس تک بڑھائیں۔

سیکرٹری صاحب تعلیم نے بتایا کہ اس وقت ہمارے بیس طالبعلم یونیورسٹیز میں ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو طلباء غریب ہیں اور یونیورسٹی میں جاتے ہیں ان کی مدد کرتے ہیں؟ اس بارہ میں بھی جائزہ لینا چاہئے۔

سنگاپور کو ملائشیا کے ساتھ ایک پُل کے ذریعہ ملایا گیا ہے۔ پُل کی لمبائی ایک کلومیٹر ہے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ یہاں سے ملائشیا کی قریب ترین جماعت کتنی دور ہے اور کیا تعداد ہے۔ صدر صاحب جماعت نے بتایا کہ پُل کو کراس کر کے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور اس جماعت میں سات فیملیز ہیں۔

فلپائن، کمبوڈیا، پاپوا نیوگنی اور تھائی لینڈ کے عہدیداران کے ساتھ میٹنگ

نیشنل مجلس عاملہ ملائشیا سے میٹنگ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ملک فلپائن، کمبوڈیا، پاپوا نیوگنی اور تھائی لینڈ سے آنے والے جماعتی عہدیداران سے ان ممالک کے بارہ میں جماعتی رپورٹ طلب فرمائی۔ اور مختلف امور کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

فلپائن کے صدر جماعت اور مبلغ سلسلہ سبط احمد حسن صاحب کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کریں، اردو زبان کو بھولنا نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا: الفضل روزانہ آپ کو ملتا ہے وہ پڑھیں تو اردو کو بھولیں گے نہیں۔

حضور انور نے فلپائن میں تبلیغی اور تربیتی پروگراموں کے بارہ میں ان کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ سنگاپور اور ملائشیا کی عاملہ کو مَیں ہدایت دے چکا ہوں اس کے مطابق آپ بھی پروگرام بنائیں اور منصوبہ بندی کر کے کام کریں۔

کمبوڈیا (Cambodia) کے مبلغ انچارج سے حضور انور نے کمبوڈیا میں گزشتہ سالوں میں ہونے والے بیعتوں اور ان سے رابطوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جن سے رابطہ نہیں رہا۔ ان سے رابطہ بحال کریں اور ان کو نظام کا حصہ بنائیں۔ واپس جا کر سب سے رابطہ قائم کرنا ہے اور ان کو نظام میں شامل کرنا ہے۔ کمبوڈیا سے چار معلّمین بھی آئے ہوئے تھے۔ معلّمین نے باری باری اپنا تعارف کروایا۔

ملک پاپوا نیوگنی کے صدر جماعت اور مبلغ انچارج خیرالدین باروس صاحب سے حضور انور نے جماعتوں کی تعداد اور جماعت کی تجنید کے بارہ میں دریافت فرمایا اور نومبائعین کی تربیت کے بارہ میں ہدایات دیں۔

تھائی لینڈ کے صدر جماعت اونگ کرونیا صاحب سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تھائی لینڈ کے کتنے علاقوں میں جماعت ہے۔ صدر صاحب نے بتایا کہ اس وقت تین علاقوں میں جماعت قائم ہے اور سب سے رابطہ ہے۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خان بہادر غلام محمد خان گلگتی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10/مارچ 2005ء میں مکرم نصیر رعنا صاحب کے قلم سے اُن کے دادا حضرت خان بہادر غلام محمد خان گلگتیؓ کے تعارف و سیرت پر مضمون شامل اشاعت ہے۔

ہمارے خاندان کے ایک ہندو بزرگ رام داس اور ان کے بیٹے تلسی داس شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کے درباریوں میں سے تھے۔ وہ دہلی سے بادشاہ کے ساتھ سفر پر چلے تو بھیرہ میں ٹھہرے اور وہاں ایک بزرگ پیر اعظم شاہ نوری سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ پیر نوری نے تلسی داس کا نام شیخ حسد رکھا۔ شیخ حسد نے دربار کو خیر باد کہہ دیا اور پیر اعظم شاہ نوری کے ہی ہوکر رہ گئے۔ پیر نوری نے ان کے ذمہ لنگر خانے کا کام سونپ دیا اور عرصہ تک وہ یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔ اُن کی نسل میں غلام محمد (ولد میاں خدا بخش) پیدا ہوئے جو بعد میں خان بہادر کے خطاب سے بھی نوازے گئے۔

خان بہادر غلام محمد گلگتی بھیرہ میں ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو غربت نے آن گھیرا۔ آپ کی والدہ محترمہ ایک باہمت غیرت مند خاتون تھیں۔ آپ کو تعلیم کا بے حد شوق دیکھ کر انہوں نے آپکو سکول میں داخل کروادیا۔ آپ کے خاندان کے افراد کاغذ سے کھلونے بنانے کا کام کرتے تھے جو بہت معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا اور اسے چینی آرٹ بھی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ آپ کا اپنے پیشہ کو چھوڑ کر تعلیم حاصل کرنا رشتہ داروں کو پسند نہ آیا۔ مگر ماں نے ہر ظلم کا مقابلہ کرتے ہوئے آپ کو چوری چھپے سکول بھیجنا شروع کیا۔ آپ کلاس کے بہترین طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ ایک روز رشتہ داروں کو علم ہوگیا اور انہوں نے سکول آکر آپ کو اتنا مارا کہ آپ کی حالت غیر ہوگئی۔ استاد نے بڑی مشکل سے آپ کو رہائی دلائی۔ پھر استاد کی سرپرستی میں آپ نمایاں کامیابیاں حاصل کرتے رہے لیکن رشتہ دار کسی طرح سے جینے نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ ایک روز ماں کی اجازت سے آپ علم کے حصول کے لئے جموں (کشمیر) چلے گئے جہاں آپ کی ملاقات حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ سے ہوئی۔ اُن کو جب آپ کے حالات کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو جموں کے ایک سکول میں داخل کروادیا اور عرصہ تک آپ کے سکول اور ہوسٹل کا خرچہ برداشت کرتے رہے۔ جب حضرت مولوی صاحبؓ کو وہاں سے واپس آنا پڑا تو آپ کی تعلیم کے اخراجات حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو دے آئے۔ ان دنوں آپ میٹرک میں تھے۔ جب مفتی صاحب واپس آنے لگے تو بقیہ رقم آپ کو ہی دے آئے۔ کچھ دنوں میں رقم ختم ہوگئی تو آپ کو ہوسٹل سے نکال دیا گیا۔ آپ اپنا معمولی سا سامان اٹھا کر جنگل میں چلے گئے۔ وہاں جنگلی پھل کھاتے اور رات کو مسافروں کے لئے بنے ہوئے پڑاؤ کے قریب رات بسر کرتے۔ دن کی روشنی میں پڑھائی کرتے اور ساتھ ساتھ مشقت کرکے میٹرک کے داخلہ کے لئے رقم جمع کرتے رہے۔

یہ زمانہ انتہائی مصائب کا تھا کہ آپ نے ملازمت کے لئے درخواست دی۔ اس دوران میٹرک کا امتحان نمایاں نمبروں کے ساتھ پاس کرلیا تو آپ کو ملازمت مل گئی۔ حضرت مولوی صاحب سے اگرچہ آپ کا رابطہ رہا لیکن آپ نے اپنے مصائب کا اُن سے کبھی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی امداد کے لئے درخواست کی، صرف دعا کی درخواست کرکے اپنی تعلیم کے بارے میں آگاہ کرتے رہے۔ جب آپ کی گلگت میں خزانچی (منشی) کی حیثیت سے تقرری ہوئی تو حضرت مولوی صاحبؓ بھیرہ میں تھے۔ جب آپ کو پہلی تنخواہ ملی تو آپ نے کچھ رقم والدہ کو ایک پیار اور تسلی بھرے خط کے ساتھ اُن کی معرفت روانہ کی۔ کچھ دنوں بعد حضرت مولوی صاحبؓ کا خط موصول ہوا جس میں آپ کو نصائح کرنے کے بعد یہ بھی لکھا تھا کہ جب وہ رقم لے کر آپ کے گھر گئے اس وقت آپ کی والدہ کا جنازہ گھر سے نکل رہا تھا۔ یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری اور شدت جذبات سے بے قابو ہوکر آپ بھیرہ روانہ ہوگئے۔ بھیرہ میں حضرت مولوی صاحبؓ نے آپ کو بہت دلاسہ دیا۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی ۱۸۹۱ء میں بیعت کے لئے خط لکھ دیا۔ ۱۸۹۲ء میں سفر سیالکوٹ کے موقع پر زیارت حضرت اقدسؑ کا شرف حاصل کیا اور قادیان بھی گئے۔

۱۸۹۸ء میں آپ کی شادی ہوئی تو آپ اپنی اہلیہ خدیجہ بی بی کو لے کر قادیان گئے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی بیعت کرلی۔ ان کی بیعت کے بعد خاندان کے افراد سخت مخالف ہوئے۔ لیکن وہ مضبوطی سے احمدیت پر قائم رہیں اور رشتہ داروں کو دعوت الی اللہ کرتی رہیں۔

گلگت میں آپ اکیلے احمدی تھے۔ بعدازاں کچھ اور احمدی بھی آکر آباد ہوگئے تو نماز باجماعت کا اہتمام اپنے گھر پر کیا۔ دعوت الی اللہ بھی خوب کرتے۔ گھوڑوں اور خچروں پر طویل سفر کرکے قادیان بھی جایا کرتے۔

ایک مرتبہ چند روز قادیان میں قیام کے بعد حضرت مسیح موعودؑ سے اجازت طلب کی تو ارشاد ہوا: ''ابھی اَور ٹھہریں''۔ چندروز بعد پھر اجازت طلب کی تو پھر یہی فرمایا۔ اس دوران آپ کو کثرت سے دعائیں کرنے کا موقع ملا اور ایک رات خواب میں دعا کی قبولیت کی خبر بھی دیدی گئی۔ اس کے دو روز بعد پھر حضورؑ سے اجازت طلب کی تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اب اجازت ہے۔

خان بہادر صاحب دنیاوی لحاظ سے ایک نہایت اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے اور پولیٹیکل ایجنٹ ہونے کے علاوہ بھی کئی عہدے آپ کے پاس تھے لیکن آپ انتہائی عاجزی سے قادیان میں قیام کرتے۔ گلگت میں تمام جماعتی اخبارات و رسائل اور کتب باقاعدگی سے منگواتے تھے۔ انگریز حکومت آپ کی دیانت، شرافت اور محنت سے اتنی متأثر تھی کہ جب گلگت کے نواحی علاقہ یاسین کا راجہ چترال میں مارا گیا تو حکومت نے خان بہادر صاحب کو یاسین کا حکمران بنا دیا۔ آپ نے دو سال تک وہاں حکمرانی کی اور پھر اس علاقہ کے پہلے راجہ کو جسے جلاوطن کر دیا گیا تھا آپ نے اُسے بلا کر عنان حکومت اس کے حوالے کی اور واپس گلگت چلے گئے۔ اگرچہ گلگت اور یاسین میں حکومت نے تمام تر اختیارات آپ کو سونپ دیئے تھے اور آپ اُس دَور کے راجوں کی طرح دربار لگاتے، شکایات کے فیصلے کرتے اور مجرموں کو سزا دیتے۔ آپ کی رہائش قلعہ میں تھی۔ یاسین کے لوگ آپ کے حسن سلوک کے مداح تھے۔ جب آپ یاسین چھوڑ کر گلگت جانے لگے تو لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے اور کہا کہ آپ کے جانے سے ہم یتیم ہوجائیں گے۔

آپؓ جوانی میں بڑے دلیر اور بہادر تھے۔ چنانچہ 1916ء میں مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی شادی پر ایک خطرہ کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپؓ کو بارات کے ہمراہ بھیجا۔ آپ کے پاس بندوق بھی تھی اور دلیری بھی۔ ایک مرتبہ گلگت سے قادیان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لئے تحائف میں ایک گھوڑا بھی لائے۔ حضورؓ نے مسکرا کر فرمایا کہ مجھے پہلے ہی خواب میں بتا دیا گیا تھا کہ کوئی شخص تمہارے لئے گھوڑا لا رہا ہے جس پر میاں بشیر احمد صاحبؓ بہتر سواری کرسکیں گے۔

آپؓ کی اعلیٰ کارکردگی پر یکم جنوری 1918ء کو آپ کو ''خان صاحب'' کا خطاب وائسرائے و گورنر جنرل آف انڈیا کی طرف سے دیا گیا۔ دوسرا خطاب آپ کو وائسرائے اور گورنر جنرل انڈیا کی طرف سے ''خان بہادر'' کا جنوری 1924ء میں دیا گیا۔ ایک اور خطاب غالباً آپ کو رؤسا دہلی دربار کا دیا گیا۔ پھر آپ کی درخواست پر حکومت نے آپ کو لداخ میں پولیٹیکل ایجنٹ تعینات کر دیا۔ اسی طرح آپ گیس کے بھی کافی عرصہ حکمران رہے۔ آپ نے گلگت میں قیام کے دوران سلسلہ احمدیہ کی ایک بڑی لائبریری قائم کی۔ وہاں احمدیوں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوگیا تھا۔ جب آپ گلگت سے لداخ جانے لگے تو گلگت کے لوگ بضد ہوگئے کہ ہم نہیں جانے دیں گے۔ آپؓ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے۔ لداخ میں بھی پُرتپاک خیر مقدم ہوا۔ انہوں نے آپؓ کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ لداخ میں بھی آپؓ کی دعوت الی اللہ جاری رہی۔ دورہ میں جس ڈاک بنگلہ میں پڑاؤ ہوتا سلسلہ کی کتب وہاں چھوڑ آتے۔ آپؓ نے لداخ میں سیرت النبی ﷺ کے جلسے بھی شروع کئے۔

آپؓ نے حضرت عیسیٰؑ کی کشمیر آمد کے بارہ میں بھی تحقیق کی اور وہاں کی چٹانوں پر کندہ عبارتوں کی تصاویر لے کر قادیان بھجوائیں۔ آپؓ بیان کرتے تھے کہ لداخ میں ایک چشمہ ہے جس کے کنارے ایک درخت ہے اس کے بارہ میں مشہور ہے کہ یہاں پر ایک اوتار نے مسواک کی تھی اور پھر یہ مسواک انہوں نے زمین میں دبادی تھی جو کہ ایک درخت کی شکل میں موجود ہے۔ اس درخت کا نام مریم کا بیٹا ہے۔

ریٹائرڈ ہونے کے بعد آپ نے مستقل رہائش قادیان میں رکھ لی اور وہاں کافی جائیداد بشمول مکانات اور دوکانیں بنالیں۔ پاکستان بننے کے بعد بھیرہ آگئے۔ بے حد مخلص احمدی تھے۔ ہمسایوں اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے تھے۔ سادہ مزاج اور سادگی پسند تھے۔ بھیرہ میں ہی ۲۶/جون ۱۹۵۶ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

احمدی جھوٹ نہیں بولتا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 اپریل 2005ء میں مکرم عبدالحمید طاہر صاحب اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں بحیثیت مختار عام اپنی بیوی کی طرف سے تحصیلدار صاحب کے روبرو پیش ہوا۔ مختار نامہ لکھوائے کئی سال گزر چکے تھے۔ تحصیلدار صاحب نے اتنا پرانا لکھا مختار نامہ دیکھ کر کہا کہ کون یقین دلائے کہ مختار دہندہ زندہ ہیں اور انہوں نے ابھی تک آپ کو اپنی جائیداد کا مختار عام مقرر کیا ہوا ہے۔ ایک معزز غیر احمدی دوست بھی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے بھی بتایا کہ میں انہیں جانتا ہوں اور یہ میرے رشتہ دار ہیں، مختار دہندہ ابھی تک زندہ ہیں اور انہوں نے اب تک ان کو اپنی جائیداد کا مختار عام مقرر کیا ہوا ہے۔ لیکن تحصیلدار صاحب نہ مانے اور مجھے کہا کہ آپ نے جس جگہ سے یہ مختار نامہ رجسٹرڈ کرایا ہے وہاں سے کوئی پروف لے آئیں۔ میں نے کہا سر! وہاں جانے اور واپس آنے پر میرے دو دن صرف ہوتے ہیں۔ تحصیلدار صاحب کہنے لگے وہ کیسے؟ میں نے کہا سر! ربوہ جاؤں گا پھر واپس آؤں گا، آپ مہربانی فرمائیں، میں جو بیان کر رہا ہوں سچ ہے۔ تحصیلدار صاحب نے دوبارہ مختار عام کو دیکھا اور کہنے لگے: آپ احمدی ہیں۔ مَیں نے کہا: سر! مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوں۔ تحصیلدار صاحب نے پٹواری کو بلایا اور اسے کہا کہ آپ ان سے بیان لے لیں اور ان کو جانے دیں یہ احمدی ہے اور احمدی جھوٹ نہیں بولتا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۷/اکتوبر ۲۰۰۵ء میں شامل اشاعت مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب کی ایک نظم بعنوان ''احسانِ عظیم'' میں سے انتخاب پیش ہے:

یا الٰہی! رحمتیں تیری ہیں ناپیدا کنار
یہ نہیں ممکن کہ تا روزِ قیامت ہوں شمار

اے مرے رحماں! ترا قرآں ہے احسانِ عظیم
جو کہ دکھلاتا ہے عاشق کو صراطِ مستقیم

ہو گئے اخلاق جس کے سر بسر قرآن ہی
بن گیا انسانِ کاملؐ گو وہ تھا انسان ہی

ظلمت و عصیاں کے ماروں کے لئے دستِ شفا
اس کا ہر اک لفظ پیارا ، دلربا ، معجز نما

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 Friday April 28, 2006 Issue No. 17

بقیہ: دورہ سنگاپور از صفحہ نمبر 13

آخر میں حضور انور نے فلپائن، کمبوڈیا، پاپوا نیوگنی اور تھائی لینڈ سے آنے والے عہدیداران سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ سب نے سن لیا ہے جو میں نے سنگاپور اور ملائیشیا کی مجالس عاملہ کو ہدایات دی ہیں۔ آپ سب ان کے مطابق اپنے اپنے ملک میں واپس جا کر کام کریں اور پروگرام بنائیں۔

مختلف ممالک کی مجالس عاملہ اور جماعتی عہدیداران کے ساتھ یہ میٹنگ ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔ میٹنگ کے اختتام پر ان مجالس عاملہ نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ملائشیا اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سنگاپور نے بھی اکٹھے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

مجلس انصاراللہ سنگاپور کی حضور انور کے ساتھ ملاقات

پروگرام کے مطابق اس کے بعد ساڑھے سات بجے نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ سنگاپور کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی۔ حضور انور نے تمام قائدین سے باری باری ان کے کام کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے صدر صاحب انصاراللہ سے انصار کی تجنید کے بارہ میں دریافت فرمایا اور نائب صدر صف دوم کے بارہ میں تفصیل سے سمجھایا کہ کتنی عمر تک کے انصار صف دوم میں شامل ہیں اور نائب صدر صف دوم کتنی عمر تک کا منتخب ہوتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ 55 سال کی عمر تک کے انصار صف اوّل میں چلے جاتے ہیں۔

حضور انور نے نائب صدر صف دوم کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم کے انصار کے پروگرام بنائیں۔ پیدل سیر کرنی چاہئے۔ سائیکلنگ بھی ہو۔ ان کے لئے کھیلوں کے پروگرام بھی ہوں۔

قائد مال سے حضور انور نے انصار کے بجٹ اور ان کے چندوں کے معیار کا جائزہ لیا اور اس بات کا بھی جائزہ لیا کہ انصاراللہ کے چندے کا حصہ مرکز، مرکز کو ادا ہوتا ہے۔

قائد صحت جسمانی سے حضور انور نے انصار کے کھیلوں کے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ انصار کے لئے کھیلوں کے پروگرام ہونے چاہئیں۔

قائد تبلیغ کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور کی میٹنگ میں سیکرٹری تبلیغ کو یہاں کے خاص حالات اور قوانین کے مدّنظر تبلیغ کے بارہ میں جو ہدایات دی ہیں ان کے مطابق آپ بھی کام کریں اور اپنی تبلیغی منصوبہ بندی کریں۔

قائد تعلیم و تربیت سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ انصار کی اپنی تربیت کے لئے اور ان کے بچوں کی تربیت کے بارہ میں کیا پروگرام بنایا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ انصار کو توجہ دلائیں کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ ان کے بچے نمازیں پڑھنے والے ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کریں اور وقت ضائع نہ کریں۔

شعبہ تعلیم کے لحاظ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا امتحان لیتے ہیں؟ حضور نے ہدایت فرمائی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے کوئی حصہ مقرر کرلیں اور پھر اس کا باقاعدہ تمام انصار سے امتحان لیں۔

قائد عمومی سے حضور انور نے ان کے شعبہ کے تعلق میں کام کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے بھجوایا کریں۔

قائد اشاعت سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا انصاراللہ کا کوئی رسالہ یا بلیٹن وغیرہ ہے۔ حضور انور نے ان کو ہدایت دی کہ اپنے کام کو آرگنائز کریں۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ سنگاپور کے ساتھ یہ میٹنگ سات بج کر چالیس منٹ تک جاری رہی۔ میٹنگ کے آخر پر مجلس عاملہ انصاراللہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

انڈونیشیا کی دو فیملیز کی ملاقات

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق جماعت انڈونیشیا سے تعلق رکھنے والی دو فیملیز نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ان دونوں فیملیز نے اگلے روز صبح جلدی روانہ ہونا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت انہیں ملاقات کا شرف بخشا۔

ملاقات کے بعد آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد طٰہٰ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جب حضور انور اپنی رہائشگاہ پر جانے کے لئے مسجد سے باہر تشریف لائے تو ماریشس سے آئے ایک خادم نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے اس خادم سے گفتگو فرمائی اور احباب جماعت ماریشس کا حال دریافت فرمایا۔ اور ازراہ شفقت اس خادم کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

✽✽✽✽✽✽

بقیہ: واقعہ صلیب سے زندہ بچنے کے بعد حضرت عیسیٰؑ کوہ ہمالیہ میں آئے تھے از صفحہ نمبر 10

کسی دن مل جائے۔

امریکن محقق ڈاکٹر جیف کا کہنا ہے کہ شاید اس تحریر کو اس لئے چھپایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی ہندوستان کی طرف ہجرت ثابت ہونے سے عیسائی چرچ کو اپنے مذہبی عقائد میں بنیادی تبدیلی کرنا پڑے گی۔

اس فلم میں امریکن محقق ڈاکٹر جیف نے کہا ہے کہ مذہبی انتہا پسند علما کو اپنے مخصوص مذہبی عقائد اور خواہشات سے بالاتر ہو کر حقائق پر غور کرنا چاہئے۔ اور وسیع حوصلے کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اپنے دوسرے مذاہب کے پیدا کرنے والے خالق خدا کی پرستش کرنی چاہئے۔ جہاں تک ہمارے محققین کی تحقیق کا سوال ہے تو تحقیق سے یہ بات عیاں ہے کہ سری نگر۔ کشمیر ہندوستان میں موجود زیر موضوع قبر حضرت عیسیٰؑ کی قبر ہے اور تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر مرنے سے بچ گئے تھے۔ اور واقعہ صلیب سے زندہ بچنے کے بعد آپ نے یروشلم سے ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور کوہ ہمالیہ کے علاقہ میں لمبا عرصہ گزارنے کے بعد بالآخر کشمیر میں طبعی موت وفات پائی اور آپ کی قبر سری نگر کشمیر ہندوستان میں واقع ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی واقعہ صلیب کے بعد کوہ ہمالیہ کی طرف ہجرت کا ثبوت مندرجہ ذیل ذرائع سے ملتا ہے۔

1۔ روسی اخبار نویس سیاح Notowich کی تحریری گواہی سے حضرت عیسیٰؑ کی ہندوستان میں آمد ثابت ہوتی ہے۔

2۔ کوہ ہمالیہ میں وادی تبت اور وادی لداخ میں موجود بدھ مذہب کے لٹریچر کی تحریری روایات اور بدھ علماء کی سینہ بسینہ روایات سے حضرت عیسیٰؑ کی واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان میں آمد ثابت ہوتی ہے۔

3۔ ہندومت کی کتب کی گواہی سے مثلاً ہندو مذہب کی دوسری صدی عیسوی میں لکھی جانے والی کتاب "بھوشیہ براہمنا پُرانا Brahmana Bhavishya" کی مندرجہ بالا گواہی کہ حضرت عیسیٰؑ واقعہ صلیب سے زندہ بچنے کے بعد ہندوستان آئے۔

4۔ اور وادی تبت اور وادی لداخ میں بسنے والے لوگوں کی سینہ بسینہ روایات میں یہ شہادت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰؑ واقعہ صلیب سے بچنے کے بعد کوہ ہمالیہ کے علاقہ میں آئے تھے اور آپ نے اس علاقہ میں بدھ مذہب کے لوگوں میں تبلیغ کی تھی اور بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کے ماننے والوں میں امن اور بھائی چارہ قائم کیا تھا اور آپ کی قبر سری نگر کشمیر میں واقع ہے۔

اضافی نوٹ:۔

1۔ وادی لداخ ہمالیہ اور قراقرم کے پہاڑوں کے درمیان وادی ہے اور اس وادی کے قریباً ہر گاؤں میں بدھ عبادت خانے موجود ہیں۔

2۔ ہندو مذہب کی مذہبی کتاب "وید" سنسکرت زبان میں ہے۔ وید کی آسان فہم تفسیر میں لکھی جانے والی کتب "پرانا" کہلاتی ہیں۔ جن کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور پراناجات کی تفسیری کتب کی کل تعداد تقریباً انیس ہے۔ Brahma خالق خدا کو کہتے ہیں۔

3۔ اس فلم کے آخر پر سکرین پر اس فلم کی تیار کرنے والی کمپنی کا یہ پتہ لکھا ہے۔

Production of: Pilot Film and Television Production Ltd.

اور اس فلم کو انگریزی سے جرمن زبان میں ترجمہ کر کے جرمن ٹیلی ویژن ZDF نے 2003ء اپنے انٹرنیٹ کے ویب سائیٹ پر پبلک کے لئے دیا ہوا ہے اور اس کو ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

انٹرنیٹ کا پتہ یہ ہے www.zdf.de

✽✽✽✽✽✽

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کی تحریک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں آسٹریلیا اور مشرق بعید کے بعض ممالک کے دورہ پر ہیں۔ احباب اپنے محبوب امام ایدہ اللہ کی صحت وسلامتی اور اس لمبے سفر کی غیر معمولی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں حضور انور کا حافظ وناصر ہو، اپنی غیر معمولی نصرت وتائیدات کے روشن نشان عطا فرمائے اور اس خطہ ارض میں اسلام واحمدیت کی روز افزوں ترقی کے نئے راستے کھولے اور حضور انور کی تمام مہمات دینیہ عالیہ کے نہایت شیریں ثمرات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

✽✽✽✽

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا نیا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: **020 8875 4321**

Fax Number: 020 8870 5234